# امام احمد رضا پر
# الزامِ تشدُّد کا تنقیدی جائزہ

مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

Scanned by CamScanner

(4)

محمد مزمل

رضوی سناور

تعلیم: جامعہ حنفیہ سنیہ مایاؤں

Scanned by CamScanner

بہ فیض: تاجدار اہلِ سنّت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ و حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

# امام احمد رضا پر الزام تشدُّد کا تنقیدی جائزہ


مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

09461380418



اشاعت بموقع : سنی تعلیمی کانفرنس [۱۸، ۱۹ شعبان ۱۴۳۶ھ / ۶، ۷ جون ۲۰۱۵ء]

[آل راجستھان سنی تبلیغی جماعت باسنی]

ناشرین

سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف

نوری مشن مالیگاؤں، مہاراشٹر

سلسلۂ اشاعت نمبر:۴۳


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | امام احمد رضا پر الزام تشدّد کا تنقیدی جائزہ |
| مصنف | : | مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی (09461380418) |
| نظر ثانی | : | جانشین مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب قبلہ رضوی، جودھ پور (راجستھان) |
| کمپوزنگ | : | مصنف از خود |
| اشاعت بموقع | : | آل راجستھان دسویں دوروزہ سہ سالہ ''سنی تعلیمی کانفرنس'' [منعقدہ: ۱۸، ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ/ مطابق ۶، ۷ جون ۲۰۱۵ء] |
| تعداد | : | ۱۱۰۰ |
| صفحات | : | ۷۲ |
| سن اشاعت | : | ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء |
| منجانب | : | ہمدرد قوم وملت الحاج محمد سلیم اشرفی صاحب چھاؤنی والے صدر ناگوری قومی جماعت باسنی، ناگور شریف (راجستھان) |
| ناشرین | : | سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف |


نوری مشن مالیگاؤں، مہاراشٹر gmrazvi92@gmail.com

m.aslam_qadri@yahoo.com,maashfaqi786@gmail.com

Scanned by CamScanner

# مشمولات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# شرفِ انتساب

- شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ، خانقاہِ عالیہ رضویہ بریلی شریف (یوپی)
- شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ، خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف (یوپی)
- حضور شیخ طریقت، نعیم الاصفیاء حضرت علامہ الشاہ سید محمد نعیم اشرف قبلہ اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ، خانقاہ عالیہ احمدیہ اشرفیہ، جائس شریف (یوپی)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی
مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، باسنی، ناگور شریف
۲؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ/۲۲؍اپریل ۲۰۱۵ء

Scanned by CamScanner

# مکتوبِ گرامی

## جانشین حضور مفتی اعظم راجستھان، شیر راجستھان حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب قبلہ رضوی شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان)

عزیز القدر مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی سلمہٗ الباری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مزاج بخیر باد!

آپ کے ہر دو مقالے:

(۱) امام احمد رضا پر الزام تشدُّد کا تنقیدی جائزہ

(۲) مکتوباتِ امام ربانی پر امام احمد رضا کے ایمان افروز تبصرے

دونوں عنوانات پر آپ کا فکر انگیز تجزیہ وتبصرہ قابلِ تحسین وانبساط ہے، حزبِ مخالف نے سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اپنی فطری شقاوت کے تحت تشدُّد کا الزام لگایا ہے جو درحقیقت تشدُّد نہیں بلکہ علمی گرفت ہے، جو ان باغیانِ رسول کو متنبہ کرنے کے لئے کی گئی تھی تاکہ یہ گستاخانِ رسول اپنی حماقتوں سے تائب ہو کر راہِ راست پر آجائیں۔ گر قسمت یاوری کند۔ اور بعض فکرِ دیو بند کے حامل کم ظرف مولویوں نے علمائے نقش بند کو ورغلانے اور اہلِ عقیدت کو گمراہ کرنے کے لئے یہ شوشہ بھی چھوڑا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے امام ربانی علیہ الرحمہ پر بھی بعض اقوال کو لے کر گرفت کی ہے۔ اس نوع کے تمام خرافات ولغو ایرادات کا مولانا موصوف نے خوش اسلوبی کے ساتھ دلائل وبراہین کی روشنی میں جوابات دے کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی امام ربانی علیہ الرحمہ سے قلبی عقیدت کو واضح کیا، اور اہلِ دیابنہ کے لغو الزامات کا علمی انداز میں دفاع کیا ہے۔

اللہ رب العزت امام ربانی علیہ الرحمہ اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی روحانیت کے صدقہ میں سنیت کو فروغ بخشے، اور اہلِ حق کے درمیان میل ومحبت کے جذبات کو استحکام بخشے۔ آمین

والسلام

شیر محمد خان رضوی، دار العلوم اسحاقیہ، جودھ پور (راجستھان)

۱۹/اپریل ۲۰۱۵ء

# تاثرات

پیکرِ اخلاص حضرت علامہ حافظ محمد اکبر حسین صاحب قبلہ رضوی، خازن سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف

اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت مجدِّ ددین وملت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات محتاجِ تعارف نہیں، آپ کے عشق وعرفان اور آپ کی صفاتِ عالیہ کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور ان شاء اللہ جوں جوں فکر وشعور بیدار ہوگا لکھا جاتا رہے گا۔ پروردگار عالم نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے انہیں یگانۂ روزگار بنایا تھا، آپ کی عبقری شخصیت اور آپ کے تجدیدی کارناموں اور گوناگوں خوبیوں پر لکھتے چلے جائیں طبیعتیں سیراب نہیں ہوتیں، بلکہ تشنگی میں اور اضافہ ہوگا۔ لوگوں نے امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تشدُّد اور غلو کا الزام لگا کر آپ کی شخصیت کو مجروح اور داغدار کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اگر منصفانہ طور پر تعصب کی عینک اتار کر دیکھا جائے تو حقیقت یہی کہتی نظر آئے گی؛ جسے لوگ اعلیٰ حضرت کا تشدُّد کہتے ہیں وہ موصوف کا سچا۔ عشق رسول۔ ہے، وہ۔ فنافی الرسول۔ تھے۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ذرا سی تنقیص وبے ادبی کو وہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ فرماتے ہیں ۔

| | |
|---|---|
| اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ | ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ |
| قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں | ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ |

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اِسی عشق ووفا کو عام کرنا چاہتے تھے وہ اتباعِ سنت اور پیروِیِ شریعت میں اپنی مثال آپ تھے، وہ پُر تشدُّد کیسے ہوسکتے تھے؟ بعض شرپسندوں نے امام عشق ومحبت پر تکفیری فتووں کا الزام لگایا، حالانکہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو بنظر غائر دیکھا جائے اور آپ کی تصانیف کی منصفانہ طور پر ورق گردانی کی جائے تو قاری پر واضح ہوجائے گا کہ اعلیٰ حضرت تکفیر کے مسئلے میں بہت ہی محتاط تھے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں: "تکفیرِ اہلِ قبلہ واصحابِ کلمۂ طیّبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت، بلکہ سخت آفت، جس میں وبال عظیم ونکال کا صریح اندیشہ، والعیاذ باللّٰہ رب العالمین ۔ فرض قطعی ہے کہ اہلِ کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو حتیٰ الامکان کفر سے بچائیں، اگر کوئی ضعیف سی ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں۔" (فتاویٰ رضویہ، ص: ۵۹٦، جلد ۵)

لیکن جہاں صراحت کے ساتھ تکفیری کلمات ثابت ہوں اور جہاں تاویل کی گنجائش نہ

Scanned by CamScanner

ہو وہاں تاویل ہرگز مسموع نہ ہوگی، اعلیٰ حضرت نے ہمیشہ اسی فکر ونظر کو جابجا عام کرتے ہوئے مسلمانوں کو بدعقیدگی اور بے عملی و بے راہ روی سے بچانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اعلیٰ حضرت جماعت اہل سنت کے پاسبان تھے جن کی طبیعت رفق وتیسیر سے پُر اور تشدّد سے بالکل دور تھی۔

عزیز محترم حضرت مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی صاحب نے اعلیٰ حضرت کے اسی نظریہ کو تحقیقی پہلو سے مدلل و مفصل ثابت کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے، اور اعلیٰ حضرت پر تشدّد وغلو کی الزام تراشی کا مدلل اور کافی وصافی جواب دے کر عوام اہل سنت کی رہنمائی فرمائی ہے، عزیز محترم کا قلم بہت ہی پاکیزہ، شستہ وستھرا ہے، آپ نے مختلف عناوین پر کتابیں تحریر کر کے اہل قلم حضرات کی صف میں اچھا مقام حاصل کرلیا ہے۔ مصنف فاضل نوجوان اپنے پدر بزرگوار حضرت مولانا مفتی ولی محمد صاحب کی طرح سرگرم مطالعہ ہیں، مضامین کی تلاش وجستجو ان کا وطیرہ ہے، حاصل مطالعہ مسائل شرعیہ ہوں یا بزرگان دین کے حالات زندگی وخدمات دین متین وقتاً فوقتاً کتابی یا پوسٹر کی شکل میں پیش کرنے کی سعادتیں حاصل کرتے رہتے ہیں۔ رب بے نیاز کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ عزیز موصوف کو صحت وعافیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے علم وعمل میں خوب برکتیں عطا فرمائے، آمین۔

حافظ محمد اکبر حسین رضوی
مدینہ مسجد باسنی
۳؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

# اظہار خیال

## محترم غلام مصطفیٰ صاحب رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

اسلامی حسنِ اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہر دور میں خاصانِ خدا نے پیش کر کے اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔ انھیں شخصیات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی ہیں جن کے کردار کی عظمت، افکار کی مہک، باطن کی چمک، ظاہر کی دمک سے کثیر افراد کی تطہیرِ قلب ونگاہ ہوئی۔ اقبالؔ نے بندۂ مومن کی جو شان وخوبی بتائی ہے اس کے آپ مظہر تھے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　　　رزم گاہِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اس کی جلوہ گری بارگاہِ امام احمد رضا محدث بریلوی میں خوب دیکھنے کو ملتی ہے۔ آپ کی تحریرات وتحقیقاتِ عالیہ میں ہر دو خصوصیات موجود ہیں۔ عامۃ المسلمین کے لیے بڑی نرمی، شفقت ومروت، رحمت ورأفت سے کام لیتے ہیں، ایمان کی درستی، اعمال کی اصلاح کی ترغیب ایسے پیارے اندازِ تخاطب سے دیتے ہیں کہ بات دل میں اترتی ہے، اور فکر کو مہمیز کرتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تحریرات پڑھیے۔ تشدد کا الزام لگانے والے مطالعہ نہیں کرتے۔ وہ اگر مطالعہ کیے ہوتے تو دل کی دنیا بدلی محسوس ہوتی۔ اور خود کی اصلاح پر مجبور ہوتے۔ لیکن افسوس کہ بجائے مطالعہ کے سُنی سنائی پر یقین کر لینا عام ہو گیا ہے۔ جب کہ بغیر تحقیق کسی اڑائی پر کان دھرنا اہلِ علم کا وطیرہ نہیں۔

امام احمد رضا کی تحریرات میں جس خلوص کے ساتھ اصلاحِ عقائد واعمال کی دعوت دی گئی ہے؛ وہ محبت واخوت کی داعی ہے۔ آپ کہیں اے میرے عزیز! کہہ کر مخاطب فرماتے، کہیں جانِ برادر اور پیارے بھائیو! کہہ کر دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ غور کیجئے کہ جس کے انداز میں شفقت ہو، نرمی وملاحت ہو اس کے دردِ دل واخلاص کا کیا عالم ہوگا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی نے بعض افراد پر ان کی گستاخیوں کی بنا پر سخت احکام عائد کیے اس لیے کہ شریعت کا وہی تقاضا تھا۔ آپ اس سلسلے میں مولانا اسلم رضا قادری کی پیش نظر کتاب میں متعدد مثالیں ملاحظہ کریں گے۔ دلائل سے آراستہ اس کتاب میں امام احمد رضا محدث بریلوی کی اخلاقی عظمت، نرمی وشفقت وملاحت ومروت واپنائیت کے درجنوں گوشے مولانا اسلم رضا قادری صاحب نے سنجیدہ ومتین انداز میں پیش کیے ہیں۔ موصوف کی کئی تحریریں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ تحریر وتحقیق کا وافر ذوق پایا ہے، بلاشبہ یہ سب والد ماجد مفتی ولی محمد رضوی مدظلہ العالی کی تربیت کا فیض ہے۔

اللہ کریم اس تحریر کو قبول ومقبول فرمائے۔ اس کا مطالعہ ذہن وفکر کی اصلاح کا سبب بنے اور دل کی دنیا خوش گوار انقلاب سے مہک مہک اُٹھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

Scanned by CamScanner

# شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری یہ بات

## مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی پوری زندگی قوم مسلم کی دینی وملی وسماجی اور معاشرتی صلاح وفلاح اور اُس کی ہر اعتبار سے رہنمائی ودستگیری سے مُعَنون ہے، جب آپ اُن کے کتب وفتاویٰ ورسائل اور ہزاروں صفحات پر مشتمل اُن کا علمی وفقہی اور دینی ومذہبی سرمایہ مطالعہ کریں گے تو محسوس ہوگا کہ امام احمد رضا قوم وملت کے کیسے مخلص، ہم درد، خیر خواہ اور سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہے۔ مگر تاریخ میں ملت کے ایسے عظیم سپوت کو کیسے باور کرا گیا، اور کیسے کیسے بے بنیاد الزامات واتہامات لگا کر ان کی مبارک ومحترم شخصیت کو پس پردہ ڈالنے کی نازیبا کوشش کرتے ہوئے آپ کی دینی وفقہی اور مذہبی خدماتِ جلیلہ کو بھلانے کی سازشیں کی گئیں۔ لیکن جب جعل سازیوں کا پردہ فاش ہوا، برسوں کا جما ہوا گرد چھٹا، تو اُن کا جمالِ علم وفن اور کمالِ عشق وعرفان ایسا نکھر کر سامنے آیا کہ پڑھنے والوں کی آنکھیں روشن ہوگئیں، اور آج لاکھوں افراد واشخاص ان کے دیوانے اور فرزانے بن کر مسلک اہل سنت وجماعت (مسلکِ اعلیٰ حضرت) کے داعی وترجمان وپاسبان بن کر اپنی حیات کو گذار رہے ہیں۔ اور حاسدین کی عقلیں حیران ہیں کہ- جسے جتنا دبا گیا تھا وہ اتنا ہی چمک رہا ہے- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ.

آج جگہ جگہ ان کے نام کی بزمیں سجائی جارہی ہیں، ہند وبیرون ہند بڑی بڑی یونیورسیٹوں میں ان کی دینی ومذہبی اور قومی وملی خدمات پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں تفویض کی جارہی ہیں اور ایم۔ فل کے مقالات لکھے جارہے ہیں۔ آپ کی تحقیقاتِ علمیہ وفقہیہ کو بیان کیا جارہا ہے، آخر یہ سب مقبولیت اُنہیں کیسے حاصل ہوگئی؟ علمی دنیا میں وہ اتنے کیوں معروف ہوئے؟ جب آپ اِس حقیقت کا امعان نظر کے ساتھ مطالعہ کریں گے تو آپ کے سامنے امام احمد رضا کی حیات کا وہ نقشِ جمیل نکھر کر سامنے آئے گا جسے پس پشت ڈالنے کے لئے اُن پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے۔ اُنھی الزامات میں سے ایک اُن کی شدت پسندی اور سخت گیری بتایا گیا، کہ وہ بڑے سخت مزاج تھے، بات بات پر کفر وشرک کے فتوے دیتے اور مسلمانوں کو کافر بناتے تھے؟ معاذاللہ رب العالمین۔ لیکن جب آپ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی مسئلہ تکفیرِ مسلمین میں حد درجہ احتیاط کو پڑھیں گے تو آپ حیرت واستعجاب کے سمندر میں ڈوب جائیں گے۔ اِسی حقیقت کو اُجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب تحریر کی گئی ہے تاکہ وہ لوگ عقل کے ناخن لیں جو بات بات پر امام احمد رضا قدس سرہٗ پر اِس قسم کے الزامات

لگانے سے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ نگاہِ بصیرت سے امام احمد رضا قدس سرہٗ کا یہ قول پڑھئے اور سوچئے کہ کیا اُن کی دشمنی کسی سے ذاتی عناد وتعصب کی بنیاد پر تھی یا اُن کی دشمنی کسی سے بھی خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وعزت کے واسطے تھی؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: "الحمدللّٰہ! اِس فقیر بارگاہِ غالب قدیر عزوجل جلالہٗ کے دل میں کسی شخص سے نہ ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پُرنور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اِس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہار جل جلالہٗ اور محمد رسول اللہ ماذون ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں اِن "ذیاب فی ثیاب" کے جُبّوں، عماموں، مولویت، مشیخت کے مقدس ناموں قال اللّٰہ، قال الرّسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکار گرگاں خونخوار ہوکر معاذ اللہ سَقَرْ میں نہ گریں، یہ مبارک کام بحمدِ المنام اِس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر وفُزوں تر ہوا، اور ہوتا ہے اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا، ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اِس سے زیادہ نہ کچھ مقصود، نہ کسی کی سَبّ وشتم وبہتان وافتراء کی پرواہ، میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اَذًی کَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ بےشک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر صبر وتقویٰ کرو تو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمدللّٰہ! یہ زبانی اِدعا نہیں میری تمام کارروائیاں اِس پر شاہدِ عدل ہیں، موافق اور مخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امرِ دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلاً پرواہ نہ کی، امتحان فرمالیں، ان شاء اللّٰہ العزیز! ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا، سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزت سرکار کی حمایت کرو نہ کہ اپنی۔ میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افتراء کرتے، برا کہتے ہیں اُتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، مُنقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک اِس میں ہے کہ میری اور میرے آبائے کرام کی آبروئیں عزتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سِپَر ہیں۔ اَللّٰھُمَّ آمین"

(ابحاثِ اخیرہ، ص: ۳، ۴)

مزید مسلمانوں کی خیر خواہی سے متعلق واضح انداز میں لکھتے ہیں: ''میں جیسا ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہلِ سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ و دعا گو ہوں۔'' (فتاویٰ رضویہ، ص: ۱۴۱، جلد ۱۲) کیا اس طرح سے مسلمانوں کی خیر خواہی اور ہمدردی چاہنے والا شخص بھی متشدد کہلانے کا مستحق ہے؟ الامان والحفیظ۔

آج اہلِ سنت و جماعت کو یہ کہہ کر بدنام کیا جارہا ہے کہ یہ صرف کشف و کرامات، عرس و چادر اور چلا والے ہیں، قرآن و حدیث پر صحیح معنیٰ میں ہم عمل کرتے ہیں، دیکھئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اہلِ سنت و جماعت کے ماخذ و مراجع کے متعلق کتنے واضح انداز میں لکھتے ہیں: ''سنیوں کا مرجع و ماویٰ ہر بات میں حدیث شریف و قرآن اشرف اور مقام شرح و تفسیر میں پیشوا و مقتدا کلماتِ اکابر سلف۔ اب جو ہم گل چیں نظر کو اِن باغوں میں اجازتِ گلِ گشت دیتے ہیں تو اشیائے متعددہ کو اس دائرکا مرکز پاتے ہیں۔'' (مطلع القمرین، ص: ۱۰۱) اصطلاحِ سنیت کی ضرورت و اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں: ''سُنیت وہ پیارا پیارا، میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اُس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا۔'' (مرجع سابق، ص: ۱۰۵)

ایسی بلند فکر و بصیرت کا حامل شخص بلاشبہ اہلِ سنت و جماعت کا محسن و رہنما اور مقتدیٰ ہی ہو سکتا ہے۔ جس کی رگ رگ میں اہلِ سنت و جماعت کا فروغ و استحکام رچا اور بسا ہوا تھا، جس کو اپنے ہر کام میں خدا اور رسول کی رضا و خوشنودی مقصود تھی۔ دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے — ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

یہ کتنا بڑا فریب اور جھوٹ ہے کہ امام احمد رضا نے اپنے پاس کفر کی مشین لگا رکھی تھی جس سے ہر وقت کفر کے فتوے ہی نکلتے رہتے تھے۔ معاذاللّٰہ ربِّ العالمین۔ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ کہا گیا جب آدمی بے شرم ہو جاتا ہے تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ مگر خدا نے جسے دل کی آنکھیں دی ہیں وہ بخوبی جانتا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کا دامن اِس قسم کے بے بنیاد اور باطل الزامات سے بالکل صاف و شفاف ہے۔ بلکہ انہوں نے بلاتحقیق کسی ایک مسلمان کی بھی تکفیر معین نہ کی، ہاں جن اکابرِ دیوبند کی اُنہوں نے علمائے حرمین شریفین کی جانب رجوع کے بعد تکفیر کلامی فرمائی وہ بھی صرف چار ہیں (جس کی تفصیل ''فتاویٰ حسام الحرمین'' اور ''الصوارم الہندیہ'' وغیرہا میں دیکھی جا سکتی ہے) آج بھی اُن کی تحقیقاتِ علمیہ و کلامیہ اس بات پر شاہدِ عدل ہیں کہ وہ مسئلۂ تکفیرِ مسلمین میں نہایت احتیاط و بصیرت اور دقتِ نظر سے کام لیتے تھے۔ ذرا اطمینانِ قلب کے ساتھ آپ کا یہ ارشاد و فتویٰ بغور

پڑھیے، لکھتے ہیں: ''تکفیرِ اہلِ قبلہ واصحابِ کلمۂ طیبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت، بلکہ سخت آفت، جس میں وبالِ عظیم ونکال کا صریح اندیشہ، والعیاذ باللّٰہ رب العالمین. فرض قطعی ہے کہ اہلِ کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں، اگر کوئی ضعیف سی ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکمِ اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں، اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانبِ کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔ حدیث میں ہے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الاسلام یعلو ولا یُعلیٰ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔ احتمالِ اسلام چھوڑ کر احتمالاتِ کفر کی طرف جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں، والعیاذ باللّٰہ ربِّ العالمین. حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کفوا عن اهل لا الٰه اِلاَّ اللّٰه لاتکفروهم بذنب فمن اکفر اهل لا الٰه اِلاَّ اللّٰه فهو الیٰ الکفر اقرب. لا الٰه اِلاَّ اللّٰه کہنے والوں سے زبان روکو، انہیں کسی گناہ پر کافر نہ کہو لا الٰه اِلاَّ اللّٰه کہنے والوں کو جو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰه اِلاَّ اللّٰه ولا یکفر بذنب ولا یخرجهٗ من الاسلام بعمل. تین باتیں اصلِ ایمان میں داخل ہیں: لا الٰه اِلاَّ اللّٰه کہنے والے سے باز رہنا اور اُسے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہا جائے، اور کسی عمل پر اسلام سے خارج نہ کہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لاتکفروا احدًا من اهل القبلة اہلِ قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ اللہ اکبر! لا الٰه اِلاَّ اللّٰه کی عظمت جانو، تو اہلِ لا الٰه اِلاَّ اللّٰه کی تکفیر سخت آفت مانو، یہاں زبان قابو میں ہے جسے چاہو کافر بتاؤ، مشرک کہہ جاؤ مگر اس دن کا بھی کچھ جواب بنا رکھو جب لا الٰه اِلاَّ اللّٰه کو اپنے قائلوں کی طرف سے جھگڑتا دیکھو۔ اے لا الٰه اِلاَّ اللّٰه اتارنے والے اہلِ لا الٰه اِلاَّ اللّٰه کو ہدایت فرما اور ہمیں لا الٰه اِلاَّ اللّٰه کے سچے ایمان پر دنیا سے اٹھا۔ آمین۔''

(فتاویٰ رضویہ، ص ۵۹۶، ۵۹۷، جلد ۵، کتاب النکاح/ اطائب التہانی فی النکاح الثانی، ص: ۳۴ تا ۳۶)

اب کتاب کے اوراق الٹیے اور چشمِ بصیرت سے امام موصوف علیہ الرحمہ کی تحقیقاتِ علمیہ کا مشاہدہ کیجیے۔ اللہ رب العزت ہمیں امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تعلیمات پر صدقِ دل سے عمل کرنے اور آپ کے پیغامات کی ترویج واشاعت کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ پاسی - ۲ / رجب المرجب ۱۴۳۶ھ / ۲۲ / اپریل ۲۰۱۵ء

Scanned by CamScanner

# ھدیۂ تشکر

## مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: جس نے بندوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے خدا کا بھی شکر نہ کیا۔ لہٰذا بالخصوص جانشین حضور مفتی اعظم راجستھان، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی شیر محمد صاحب قبلہ رضوی مدظلہٗ، شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم اسحاقیہ، جودھ پور (راجستھان) کا دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے کثرتِ کار اور ہجوم افکار کے باوجود کتاب پر نظر ثانی فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

اور خلیفۂ حضور مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمہ وخلیفۂ حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی استاذ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عالمگیر صاحب قبلہ رضوی مصباحی شیخ المعقولات دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور۔ اور پیکر اخلاص ومحبت خلیفۂ حضور مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مولانا حافظ محمد اکبر حسین صاحب قبلہ، خازن سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف کا شکر گذار ہوں کہ ان دونوں حضرات نے میری قدم قدم پر رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

آخر میں ہمدردِ قوم وملت محترم الحاج محمد سلیم صاحب اشرفی چھاؤنی والے، صدر ناگوری قومی جماعت باسنی کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے کتاب کی اشاعت وطباعت کا بیڑا اٹھا کر میرا کام آسان کر دیا۔ اَللّٰھُمَّ بارک لنا فی اعمالنا و اموالنا۔ اگر محب مکرم محترم غلام مصطفیٰ رضوی صاحب ڈائریکٹر 'نوری مشن' مالیگاؤں کا شکریہ ادا نہ کروں تو بڑی نا انصافی ہوگی کہ موصوف نے 'نوری مشن' سے بھی اشاعت کی حامی بھر لی۔

خداوند قدوس میرے والدین کریمین دام ظلہما اور جملہ اساتذۂ کرام کے علم وعمر وعمل اور صحت وتندرستی میں خوب برکت عطا فرمائے اور مجھے آخری دم تک دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا خادم بنائے رکھے۔ آمین

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ۔۔۔ ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ باسنی

۲؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ/ ۲۲؍اپریل ۲۰۱۵ء

# امام احمد رضا پر الزام تشدُّد کا تنقیدی جائزہ

امام اہل سنت مجدِّ داعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدِّث بریلوی قدس سرہٗ (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ) عالم اسلام کی اُس ہشت پہلو شخصیت کا نام ہے جو فکر ومزاج کے اعتبار سے نہایت نرم دل، حسن اخلاق وکردار کے پیکر جمیل، پیار وشفقت، احسان ومروّت کی اعلیٰ منازل پر فائز تھے اس کے باوجود بھی بعض حریفوں نے ان کی فکر وشخصیت کو شدت پسند، مکفر المسلمین، اور بدعات ومنکرات کو فروغ دینے والا کہہ کر بدنام ومشہور کرنے میں کسی قسم کی کوئی کسر نہ چھوڑی، لیکن حقائق وشواہد اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ امام احمد رضا کو بدنام کرنے کی ان کے مخالفین نے جتنی بھی سازشیں اور جعل سازیاں کی انہیں جب کسوٹی پر پرکھا گیا، جانچا گیا تو اصحاب فکر ونظر پکار اٹھے کہ جس کے متعلق اس قدر پروپیگنڈے اور بے بنیاد الزامات واتہامات کی بوچھار کی جارہی ہے وہ تو منکسر المزاج، صلۂ رحمی، عفوودرگذر اور بلند اخلاق وکردار کا مہرِ درخشاں ہے جس کی تابانی اور ضوفشانی کے سامنے یہ پروپیگنڈے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

راقم سطور اپنے اس مقالہ میں امام احمد رضا محدِّث بریلوی قدس سرہٗ کے فتاویٰ وکتب ورسائل کی روشنی میں اس بات کو بھرپور طریقے سے واضح کرنے کی کوشش کرے گا کہ محدِّث بریلوی قدس سرہٗ پر شدّت پسندی، تند مزاجی، تکفیرِ مسلمین کا جو الزام لگایا گیا۔ امام موصوف علیہ الرحمہ کی شخصیت کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں، یہ بات تو آفتابِ نیم روز کی مانند روشن ہے کہ امام احمد رضا جس مذہب مہذّب کے داعی ومبلغ وترجمان اور پاسبان تھے وہ مذہب کبھی سختی اور شدّت پسندی کی تعلیم نہیں دیتا، بلکہ وہ تو نرمی وآسانی کا پیغام بر ہے۔

**اعلیٰ اخلاق کی ایک جھلک:** اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اخلاق نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آئینہ تھی، غربا ومساکین اور فقراء سے محبت اور اُن کی کفالت ومعاونت، اُن کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی آپ کا نمایاں اور ممتاز وصف تھا، اگر افکار رضا کا صحیح طور سے مطالعہ کیا جائے تو اُن کے یہاں حسن اخلاق کے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں جو اُن کی غربا پروری، مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی بین دلیل ہیں۔ حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شاہ جہاں پوری مجددی (لاہوری) علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ خاندانی رئیس اور صاحب جائیداد تھے، آپ نے یتیموں، بیواؤں، اور دیگر غرباد

Scanned by CamScanner

مساکین کے ماہوار وظیفے مقرر کر رکھے تھے، سائلوں اور ناداروں کے لئے آپ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا، دور دور تک حاجت مندوں کی حاجت روائی فرمایا کرتے، موسم سرما کے شروع میں ہمیشہ ناداروں میں رضائیاں تقسیم کروانا آپ کا معمول تھا۔" (سیرتِ امام احمد رضا، ص:۴۳، رضوی کتاب گھر بھیونڈی)

تین واقعات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) موسم سرما میں ایک مرتبہ ننھے میاں صاحب (اعلیٰ حضرت کے برادر خرد، مولانا محمد رضا صاحب) قدس سرہٗ نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ایک فرد پیش کی، اعلیٰ حضرت کا ہمیشہ یہ معمول تھا کہ سردیوں میں رضائیاں تیار کروا کر غربا میں تقسیم فرمایا کرتے تھے، اُس وقت تک سب رضائیاں تقسیم ہو چکی تھیں، ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت سے رضائی کی درخواست کی تو آپ نے ننھے میاں صاحب والی وہی فرد اوپر سے اتار کر اُسے عنایت فرما دی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۲، مطبوعہ بریلی)

(۲) جناب ذکاء اللہ صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا بعد نماز مغرب اعلیٰ حضرت حسب معمول پھاٹک میں تشریف لا کر سب لوگوں کو رخصت کر رہے تھے خادم کو دیکھ کر فرمایا: آپ کے پاس رضائی نہیں ہے؟ میں خاموش ہو رہا اُس وقت اعلیٰ حضرت جو رضائی اوڑھے ہوئے تھے وہ خادم کو دے کر فرمایا: کہ اسے اوڑھ لیجئے، خادم نے بصد ادب قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور فرمان مبارک کی تعمیل کرتے ہوئے وہ رضائی اوڑھ لی۔ (مرجع سابق، ص:۵۰)

(۳) اس واقعہ کے دو تین روز بعد اعلیٰ حضرت کے لئے نئی رضائیاں تیار ہو کر آگئیں اُسے اوڑھتے ہوئے ابھی چند ہی روز گذرے تھے کہ ایک رات مسجد میں کوئی مسافر آیا، جس نے اعلیٰ حضرت سے گذارش کی کہ میرے پاس اوڑھنے کے لئے کچھ نہیں ہے تو آپ نے وہ نئی رضائی اُس مسافر کو عطا فرما دی۔" (مرجع سابق، ص:۵۰)

آپ کی بے مثال سخاوت کے متعلق حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین صاحب رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "کاشانہ اقدس سے کوئی سائل خالی واپس نہ ہوتا، بیوگان کی امداد اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے آپ کی جانب سے ماہ وار رقمیں مقرر تھیں اور یہ امداد صرف مقامی لوگوں کے لئے ہی نہ تھی بیرونی ممالک میں بھی بذریعۂ منی آرڈر امدادی رقم روانہ فرمایا کرتے تھے۔" (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۱) اس حوالے سے ذیل میں ایک عجیب واقعہ لکھا جاتا ہے۔ پڑھئے اور امام احمد رضا کے حسنِ اخلاق پر قربان جایئے۔

ایک دفعہ مدینہ طیبہ سے ایک شخص نے پچاس روپے طلب کئے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اعلیٰ

حضرت کے پاس اُس وقت ایک روپیہ بھی نہیں تھا، اعلیٰ حضرت نے بارگاہِ رسالت میں التجا کی کہ حضور! میں نے کچھ بندگانِ خدا کے مہینے (ماہوار وظیفے) آپ کی عنایت کے بھروسے پر اپنے ذمے مقرر کر لئے ہیں، اگر کل پچاس روپے کا منی آرڈر کر دیا گیا تو بروقت ہوائی ڈاک سے پہونچ جائے گا، یہ رات آپ نے بڑی بے چینی سے گذاری، علی الصبح ایک سیٹھ صاحب حاضرِ بارگاہ ہوئے اور مولوی حسنین رضا خاں صاحب کے ذریعے مبلغ اکاون روپے بطورِ نذرانۂ عقیدت حاضرِ خدمت کئے، جب مولوی صاحب موصوف نے اکاون روپے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں جا کر پیش کئے تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور مذکورہ بالا ضرورت کا انکشاف فرمایا، ارشاد ہوا یہ یقیناً سرکاری عطیہ ہے اس لئے کہ اکاون روپے کے کوئی معنیٰ نہیں سوائے اس کے کہ پچاس بھیجنے کے لئے فیس منی آرڈر بھی تو چاہیے؛ چنانچہ اُسی وقت منی آرڈر کا فارم بھرا گیا اور ڈاک خانہ کھلتے ہی منی آرڈر روانہ کر دیا گیا۔" (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۲)

کیا اِس قدر احسان و بھلائی کرنے والا شخص بھی متشدد ہو سکتا ہے؟ جس نے غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی اِس قدر خبر گیری کی، مسلمانوں کی خیر خواہی، ہمدردی کو ہر وقت پیشِ نظر رکھا وہ بھی متشدد؟ تعجب ہے،

آیاتِ یُسر اور اُن کی تفاسیر: قرآن حکیم میں ہے: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ [البقرۃ:۲/۲۵۶] کچھ زبردستی نہیں دین میں...... يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [البقرہ:۲/۱۸۵] اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا...... يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ [النساء:۴/۲۸] اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے...... وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ [الحج:۲۲/۷۸] اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی...... لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ اِلَّا وُسْعَهَا [البقرۃ:۲/۲۸۶] اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (ترجمۂ کنز الایمان)

آیت نمبر دوم کی تفسیر: عارف باللہ حضرت علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یامعشرا لمکلفین. ای یرید ان یسیر علیکم و لایعسر اے گروہِ مکلفین! اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں...... حضرت امام قاضی بیضاوی اور امام واحدی قدس سرہما لکھتے ہیں: لانہٗ لم یشدد ولم یضیق علیکم اللہ تعالیٰ نے تم پر شدت اور تنگی نہ فرمائی۔

حضرت امام شعبی حمیری قدس سرہٗ لکھتے ہیں: اذا اختلف علیک امران فان ایسرهما اقربهما الی الحق ،لانّ اللہ تعالیٰ یقول: يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. روی انّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بلغهٗ انّ رجلاً فی المسجد یطیل الصّلوٰۃ فاتاہ فاخذ بمنکبیه ثم قال اِنّ اللہ تعالیٰ رضی لهٰذہٖ الامة ایسر و کرہ

Scanned by CamScanner

لهم العسر، قالها ثلاث مراتٍ وانّ هذا اخذ بالعسر وترک الیسر. (الحدیقة الندیه شرح الطریقة المحمدیه،ص:۱۹۰،جلداول)

جب باہم دوکام تم پر لازم ہوجائیں تو ان میں جو آسان ہو وہی حق کے زیادہ قریب ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا...... حدیث شریف میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ایک شخص مسجد میں لمبی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے دونوں کندھوں کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے آسانی کو پسند فرمایا اور دشواری کو ناپسند فرمایا ہے، اور آپ نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا، پھر فرمایا: یہ شخص دشواری کو اختیار کرتا ہے اور آسانی کو چھوڑتا ہے۔ (اصلاحِ اعمال،ص:۶۳۴)

آیت نمبر سوم کی تفسیر: حضرت امام قاضی بیضاوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: فلذلک شرع لکم الشریعة الحنیفیة السمحة السهلة ورخص لکم فی المضایق اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نرم وآسان شریعت متعین فرمائی اور دشواریوں میں رخصت دی۔

حضرت امام ابو محمد حسین بغوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یسهل علیکم فی احکام الشرع وقدسهل، وقدقال جلّ ذکرهٗ: وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ [الاعراف:۱۵۷] وقال النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم بعثت بالحنیفیة السهلة وہ شرعی احکام میں تم پر آسانی چاہتا ہے اور اس نے آسانی بھی فرمادی، جیسا کہ اللہ ربُّ العزت کا ارشاد ہے: اور ان پر سے وہ بوجھ اتارے گا...... اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے آسان شریعت دے کر بھیجا گیا ہے...... حضرت امام واحدی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یخفف عنکم فی احکام الشرع وفی جمیع مایسرهٗ لنا وسهله علینا ولم یثقل التکلیف کماثقل علیٰ بنی اسرائیل. احکامِ شرع اور ہر وہ عمل جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آسان فرمادیا اور جس میں ہمارے لئے سہولت رکھی ان میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور اس نے بنی اسرائیل کی طرح ہم پر احکام میں سختی نہیں فرمائی...... حضرت امام خازن شافعی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یعنی یسهل علیکم احکام الشرائع فهوعام فی کل احکام الشرع وجمیع مایسرهٗ لنا وسهلة علینا احساناً منهٗ الینا وتفضلاً ولطفاً علینا. (الحدیقة الندیه،ص:۱۹۰،جلداول) اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر شریعت کے احکام آسان فرماتا ہے اور یہ بات ہر حکمِ شرعی نیز ہر اس عمل کو شامل ہے جسے اس نے اپنے فضل واحسان اور لطف وکرم سے ہمارے لئے آسان فرمادیا اور اس میں ہمیں سہولت عطا فرمائی۔

آیت نمبر چہارم کی تفسیر: حضرت امام واحدی قدس سرہ لکھتے ہیں: یعنی من ضیق فی الدین ولکنہٗ جعلہٗ واسعاً (مرجع سابق، ص:۱۹۱) کون ہے جو دین میں تنگی کرے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے وسعت دی ہے۔

چند احادیث تیسیر وتبشیر: آسانی اور نرمی کے متعلق احادیث کریمہ میں بھی واضح ارشادات ملتے ہیں، چند احادیث ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں تا کہ متشدِّد دین کی آنکھیں کھلیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: إنّ الدین یسرٌ (بخاری شریف: ۱/۲۳، رقم:۳۹) بے شک یہ دین آسان ہے...... حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فلسطین کی طرف بھیجا تو یہ ہدایت فرمائی: یسـرا ولا تعسرا بشرا ولا تنفرا وتطاوعا (بخاری شریف: ۲/۱۰۶۳، رقم: ۶۸۸۷، کتاب الاحکام) آسانی پیدا کرنا، تنگی نہ کرنا، خوشخبری دینا، تنفر نہ کرنا، باہم خوش دلی سے کام کرنا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یسّروا ولا تعسّروا بشّروا ولا تنفروا (بخاری شریف: ۱/۱۶، رقم: ۷۰، کتاب العلم) آسانیاں پیدا کرو، تنگیاں پیدا نہ کرو، خوشخبریاں سناؤ نفرتیں نہ پھیلاؤ۔

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: لا تشدّدوا علیٰ انفسکم فشدّد اللہ علیکم فانّ قوماً تشدّدوا علیٰ انفسھم فشدّد علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار، وَرَهْبَانِيَةَ ابْتَدَعُوْهَامَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ (الحدیقۃ الندیہ، ص: ۲۰۰، ۲۰۱، جلد اول، مطبوعہ پاکستان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جانوں پر سختی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی فرمادے کیوں کہ ایک قوم (عیسائیوں) نے اپنی جانوں پر سختی کی تو ان پر سختی کردی گئی۔ تو یہ گرجوں میں جو موجود ہیں انہی اگلوں میں سے بچے کچھے لوگ ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا: اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہٗ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: إنّ ھٰذا الدین یسرٌ ولن یشادّ الدّین احدٌ الاّ غلبہٗ فسدّدوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والرّوحۃ وشیٍٔ من الدلجۃ (مرجع سابق، ص: ۲۰۲، ۲۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

Scanned by CamScanner

فرمایا: یہ دین آسان ہے جو بھی اس پر غالب آنے کی کوشش کرے گا تو یہ دین اس پر غالب آجائے گا، لہٰذا تم درست عمل کرو، قریب تر رہو، خوش ہو جاؤ اور صبح وشام کے اوقات اور کچھ رات کے وقت عبادت سے مدد حاصل کرو۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما انهٗ قال ،قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: اِنّ اللّٰہ یحب ان تؤتی رخصهٗ کما تؤتی عزائمهٗ. (مرجع سابق ،ص:۲۰۵)

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے ، جس طرح وہ پسند فرماتا ہے کہ اس کے عزائم (یعنی فرائض) پر عمل کیا جائے۔

عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما انّ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال: اِنّ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ یحب رخصهٗ کما یکرهٗ ان تؤتی معصیتهٗ. (مرجع سابق ،ص:۲۱۰،۲۱۱)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جس طرح اپنی نافرمانی پر ناراض ہوتا ہے اسی طرح اپنی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کو پسند فرماتا ہے۔

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال: اِنّ اللّٰہ یحب ان تقبل رخصهٗ کما یحب العبد مغفرۃ ربهٗ. (مرجع سابق ،ص:۲۱۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح گناہ گار بندہ اپنے رب کی مغفرت کو پسند کرتا ہے اسی طرح اللہ عزوجل اپنی طرف سے دی ہوئی رخصت کا قبول کیا جانا محبوب رکھتا ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ الرّبانی مذکورہ بالا احادیث نقل کرنے کے بعد اپنا موقف اس طرح لکھتے ہیں:

والحاصل انّ الرخص احکام اللّٰہ تعالیٰ کما انّ العزائم احکامهٗ ایضاً، وهو تعالیٰ یحب طاعتهٗ بالعمل باحکامه علیٰ کل حالٍ ویلزم من هذا ان یبغض مخالفتهٗ سبحانهٗ بالعمل باحکام النفس والهویٰ والشیطان. لیست الرخص من احکام النفس ولا الهویٰ ولا الشیطان حتیٰ یبغضها سبحانهٗ وان کان فیها تسهیل علیٰ النفوس وتوسیع علیها فانهٗ تسهیل وتوسیع مِنْ قِبَلِ الحق تعالیٰ لا هو مِنْ قِبَلِ

النفوس حتیٰ یکون مذموماً ، کماقال تعالیٰ:یُرِیْدُ بِکُمُ الْیُسْرَوَلاَ یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ.
(الحدیقة الندیه شرح الطریقة المحمَّدیه،ص:۲۰۷،جلداول)

حاصلِ کلام: بے شک رخصت اللہ تعالیٰ کے احکام سے ہے؛ جیسا کہ فرائض اس کے احکام سے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے احکام پر ہروقت اور ہرحال میں عمل کرنے کو پسند فرماتا ہے،اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نفس اور شیطانی کاموں پر عمل کرنے کو ناپسند فرمائے۔اور رخصت تو نفس وشیطان کے عمل سے ہے ہی نہیں تو اس پر عمل کرنے سے وہ کیسے ناراض ہوگا؟اس لئے کہ اس میں تو جانوں اور نفسوں پر نہایت آسانی اور وسعت ہے تو یہ آسانی اور وسعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ یہ آسانی اور وسعت خود ہماری طرف سے ہے جسے بری کہا جائے۔جیسا کہ اللہ ربُّ العزت کا ارشاد ہے:اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

**نرمی اور آسانی کی برکتیں احادیث کی روشنی میں:** اسلام میں نرمی اور آسانی کو باعثِ خیرو سعادت وبرکت ومحبت فرمایا گیا ہے؛اور بلاضرورت سختی کو خیروسعادت سے محرومی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنداحادیثِ کریمہ نذرِقارئین ہیں،پڑھیں اور غور کریں کہ ہم کس پوزیشن میں ہیں:

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه انهٗ قال ،قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم:اَلاَ اخبرکم بمن یحرم علیٰ النار ومن یحرم علیه النار،علیٰ کل قریب هینٍ سهلٍ والیمین.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:کیا میں تمہیں اس کے بارے میں نہ بتاؤں جو آگ پر اور آگ اُس پر حرام ہے،خبردار!ہروہ شخص جو قریب ہو نرم خوئی،آسانی کے اور درگذر کرنے والا ہو۔

عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهاانهاقالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم:الرفق یُمنٌ ،والخُرق شؤمٌ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:نرمی پوری کی پوری برکت ہے اور سختی محروم کرنے والی ہے۔

عن جریر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه انهٗ قال سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم :یقول من یحرم الرفق یحرم الخیر کلهٗ وفی روایةٍ اخریٰ "انّ اللّٰہ تعالیٰ یحب الرفق ویعطی علیٰ الرفق مالایعطی علیٰ العنف ومالایعطی علیٰ ماسواء"

Scanned by CamScanner

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ میں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اپنے آپ کو نرمی سے محروم کرلیا اس نے اپنے کو ہر خیر سے محروم کرلیا۔ دوسری روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے اور جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں کرتا، اور نہ اس کے سوا پر عطا کرتا ہے۔ (الحدیقة الندیه ،ص:۵،جلد:۲) عارف باللہ حضرت علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ احادیث بالا نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

والحاصل انّ احوال المكلف فی مباشرتہٖ امور دينہٖ و امور دنياه ثلاثةُ احوالٍ۔

(۱) حال الرفق: وهو السهولة واللين فی معاملتہٖ مع اللّٰه تعالىٰ ومع الخلق من غير تكلف فی نفسہٖ ولا مشقةٌ عليه وهو قولهٗ عليه السلام :انا واتقياء امتی برآءٌ من التكلف، ومن غير اتعاب منه لغيرہٖ فی امرِ معروفٍ ولا نهيٍ عنِ منكرٍ ولا ادخال حرج فی ذلك علىٰ احدٍ وانّما امرهٗ بالمعروف للغير ونهيهٗ عن المنكر بسهولة ولينٍ وسعةِ صدرٍ، وتحمل اذيةٍ وصبرٍ علىٰ المعاندة والمجافاة، وهذهٖ هی الحالة المحمودة التی يعطی بها اللّٰه تعالىٰ من الثواب علىٰ جميع الاعمال مالا يعطی بغيرها من الحالتين الاخرين علىٰ كل الاعمال.

(۲) حال العنف: وهو الشدّة والصعوبة والغلظة والفظاظة فی المعاملة للّٰه تعالىٰ ومع الخلق بتكلف النفس ومشقةٍ عظيمةٍ واتعاب للغير وتشديد على الخلق فی الامر بالمعروف والنهی عن المنكر وتعسير ذلك وتهويله كماهی طريقة علماء زماننا اليوم ووعاظهم يفتشون الكتب الفقهية وغيرها فان وجدوا امسئلة فيها سهولة على الناس اخفوها وكتموها ولا ينقلونها واذا وجدوا امسئلة فيها تشديد على الناس وتصعيب عليهم اظهروها ونقلوها وحفظوها وقاموا يشدّدون بها علىٰ امة محمد ﷺ ويضيقون بها عليهم ولا يؤولون لاحدٍ من الناس امراً يحتمل الخطأ ويؤولون لانفسهم كل ذلك ولا يحسنون ظنونهم بالناس يقبحونها ويطعنون فی الزمان واهلهٗ وهم يحسنون ظنونهم بانفسهم ولا يرون انفسهم اِلاّ خيرا من غيرهم ولا يرون غيرهم اِلاّ فاسقاً او جاهلاً او مبتدعاً او كافراً، اصلحنا اللّٰه واِيّاهم.

(۳) حال الاعتدال بين الرفق والعنف: وهو حال غالب الناس فی معاملتہٖ مع اللّٰه تعالىٰ ومعاملتہٖ مع الخلق.

(مرجع سابق ،ص:۵، ۶ ۔ مطبوعہ: المكتبة النورية الرضويه، لائل پور، پاکستان ۱۳۹۶ھ)

اور حاصل یہ کہ دینی اور دُنیوی معاملات میں شریعت کے احکام کی تین قسمیں ہیں۔

**حالتِ رفق:** وہ نرمی اور سہولت ہے اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ اپنے نفس کو تکلیف اور مشقت میں ڈالے بغیر، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں اور میری امت کے متقی حضرات تکلف اور تعب سے بری ہیں اپنے غیر کو نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں، اور اِس میں کسی کے لئے حرج کی بات نہیں، بے شک نیکی کا حکم دینے اور بری بات سے روکنے والے کے لئے سہولت اور نرمی، وسعتِ صدر اور معاندوں اور مخالفوں کی اذیت پر صبر و تحمل کرنا نہایت ضروری ہے، اور یہ حالت اللہ تعالیٰ کو آخری دونوں حالتوں سے زیادہ محبوب ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس بندے کو تمام اعمال کا ثواب عطا فرماتا ہے جو اُس کے غیر کو عطا نہیں کرتا۔

**حالتِ عنف:** وہ اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اُس کی مخلوق کے ساتھ اپنے نفس کو بڑی مشقت اور تکلیف میں ڈال کر سختی اور شدّت کرنا ہے، اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی وجہ سے مخلوق کے ساتھ سختی برتنا اور انہیں تکلیف اور پریشانی میں ڈالنا ہے، جیسا کہ ہمارے زمانہ کے علماء وخطباء کا یہی طریقہ ہے کہ جب کتب فقہیہ میں کوئی آسان اور ہلکا مسئلہ پاتے ہیں تو اُسے لوگوں سے چھپاتے ہیں؛ بیان نہیں کرتے، اور نہ اُسے نقل کرتے ہیں، اور جب کوئی مشکل اور عمل کے اعتبار سے دشوار مسئلہ پاتے ہیں تو اُسے ظاہر اور بیان کرتے ہیں، اُسے نقل بھی کرتے ہیں اور اُسے یاد رکھتے ہیں اِس طرح وہ امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سختی کرتے ہیں اور اُن پر تنگی کرتے ہیں، اِس بارے میں کسی ایک کی تاویل قبول نہیں کرتے اور جو کوئی کہتا ہے کہ یہ امر خطا کا احتمال رکھتا ہے یا وہ اپنے لئے کوئی تاویل رکھتا ہے تو اُسے اچھا گمان نہیں کرتے بلکہ اُسے برا جانتے ہیں اور طعن وتشنیع کرتے ہیں ایسے حضرات صرف اپنے خیالات کی تحسین کرتے ہیں اور اِسے بہتر جانتے ہیں اور اپنے سوا سب کو فاسق، جاہل، مبتدع، کافر سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کی اصلاح فرمائے اور ہمیں اُن سے بچائے۔

**حالتِ اعتدال:** جو نرمی اور سختی کے مابین ہے، وہ لوگوں کا اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ غالب ہونا ہے۔ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہٗ نے کثیر احادیثِ رفق وتیسیر اپنے فتاویٰ وکتب میں نقل فرمائی ہیں، چند پیش خدمت ہیں: **عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انّما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين** (فتاویٰ رضویہ، ص: ۱۲۵، جلد ۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

نے فرمایا: تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، دشواری میں ڈالنے والے نہیں۔

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ھلک المتنطعون. حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاک ہوئے غلو اور تشدد والے۔

عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ ومن خالف سنتی فلیس منی. حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نرم شریعت ہر باطل سے کنارہ کرنے والی لے کر بھیجا گیا ہوں جو میرے طریقے کا خلاف کرے میرے گروہ سے نہیں۔ (مرجع سابق، ص:۱۲۵، جلد۲)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والغلو فی الدین فانما ھلک من کان قبلکم بالغلو فی الدین (فتاویٰ رضویہ ص:۱۰۶، جلد۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دین میں غلو کرنے سے بچو اس لئے کہ تم سے پہلے والے دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔

عن ابن الادرع رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اِنکم لم تدرکوا ھذا الامر بالمغالبۃ. حضرت ابن ادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس معاملہ کو غلو سے حاصل مت کرو۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: احب الدین الیٰ اللّٰہ الحنیفیۃ السمحۃ. رت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو آسان اور نرم دین زیادہ پسند ہے۔

عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر دینکم ایسرہٗ. حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دین کی خوبی اس کی آسانی ہے۔

عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اِیّاکم والتعمق فی الدین فان اللّٰہ قد جعلہ سُھلاً. (مرجع سابق، ص:۱۰۶، ۱۰۷) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دین میں سختی کرنے سے بچو بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان بنایا ہے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: اے عزیز! یہ دین بحمد اللہ آسانی وسماحت کے ساتھ آیا جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کے لئے ہمیشہ رفق ونرمی ہے اور جو تعمق

وتشدّد کو راہ دے گا یہ دین اس کے لئے سخت ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔ (مرجع سابق، ص:۱۰۶)

عن عائشة انّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال انّ اللّٰه تعالیٰ رفیق یحب الرفق ویعطی علیٰ الرفق مالایعطی علیٰ العنف ومالایعطی علیٰ ماسواه، (رواه مسلم) وفی روایة لهٗ قال لعائشة علیک بالرفق وایّاک والعُنف والفحش، انّ الرفق لایکون فی شیئٍ الاّ زانهٗ ولاینزع من شیٔ الاّ شانهٗ. (مشکوٰۃ، ص:۴۳۱، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے اور نرمی پسند فرماتا ہے، نرمی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا اور جو اِس کے علاوہ پر نہیں دیتا۔ اِس کو امام مسلم نے روایت کیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: نرمی اختیار کرو، سختی اور فحش کلامی سے بچو، کیوں کہ نرمی شیٔ کو حسین بنا دیتی ہے اور نرمی کا نہ ہونا اُس کو عیب دار کر دیتا ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم من اعطی حظهٗ من الرفق اعطی حظهٗ من خیر الدنیا والآخرة. (مشکوٰۃ، ص:۴۳۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جسے نرمی میں سے حصہ دیا گیا اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ دیا گیا اور جسے نرمی کی عطا سے محروم رکھا گیا وہ دنیا و آخرت کی خیر سے محروم رہا۔

عن مکحول قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم المؤمنون هیّنون کالجمل الانف اِن قید انقاد واِن اُنیخ علیٰ صخرة اِستناخ. (مشکوٰۃ، ص:۴۳۲)

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن نرم طبیعت، نرم دل ہوتے ہیں جیسے نکیل والا اونٹ، اگر اُسے چلایا جائے تو اطاعت کرے اور اگر پتھر پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ اسی فکر و نظر کو اپنا کر اپنی تعلیمات کے ذریعہ مسلمانوں کو بے راہ روی، بدعقیدگی و بے دینی اور بدعملی سے بچانے کی کوششیں فرمائی؛ جس کی کثیر نظیریں آپ کی تصانیف میں جابجا دیکھی جا سکتی ہیں، ان شاء اللہ آنے والی سطور میں جس کی ایک

Scanned by CamScanner

جھلک آپ دیکھیں گے، یہ تو سب کو معلوم ہے کہ وہ اہلِ سنت و جماعت کے ایک عظیم پاسبان و ترجمان تھے، جن کے فکر و مزاج میں ہر گز تشدُّد و سختی نہ تھی ۔ بڑے واضح انداز میں لکھتے ہیں: مقاصدِ شرع کا ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعتِ مطہرہ رفق وتیسیر پسند فرماتی ہے نہ معاذ اللہ تضییق وتشدید، لہٰذا جہاں ایسی دقتیں واقع ہوئیں علمائے کرام انہیں روایات کی طرف جھکے ہیں جن کی بنا پر مسلمان تنگی سے بچیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ص:۱۰۷، جلد۵، کتاب النکاح)

مزید لکھتے ہیں: آج کل بہت جہال منتسِب بنام علم وکمال یہی روش چلتے ہیں مکروہات بلکہ مباحات بلکہ مستحبات جنہیں بزعم خویش ممنوع سمجھ لیں ان سے تحذیر وتنفیر کو کیا کچھ نہیں لکھ دیتے حتیٰ کہ نوبت تا بہ اطلاق شرک وکفر پہنچانے میں باک نہیں رکھتے، پھر یہ نہیں کہ شاید ایک آدھ جگہ قلم نکل جاتے تو دس جگہ اس کا تدارک عمل میں آئے، نہیں نہیں بلکہ اسے طرح طرح سے جمائیں، الٹی سیدھی دلیلیں لائیں پھر جب مواخذہ کیجئے تو ہوا خواہ بخوائے عذرِ گناہ بدتر از گناہ تاویل کریں کہ بنظر تخویف وترہیب تشدد مقصود ہے، سبحان اللہ! اچھا تشدد ہے کہ ان سے زیادہ بدتر گناہ کا خود ارتکاب کر بیٹھے، کیا نہیں جانتے کہ کسی مسلمان کو کافر ومشرک بنانا بلکہ براہِ اصراراُسے عقیدہ ٹھہرانا کتنا شدید وعظیم اور دین حنیف، سہل لطیف، سمح نظیف میں یہ سخت گیری کیسی بدعت شنیع ووخیم، لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العزیز الحکیم (فتاویٰ رضویہ، ص:۱۲۴، جلد:۲)

ایک دوسری جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں: دیکھو! نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے ۔ اگر اس شخص کے ساتھ سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی، جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہوجائیں، یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتدا میں بہت نرمی کی گئی مگر چوں کہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہوگئی تھی اور مصداق ''ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ'' حق نہ مانا، اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔ اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے: وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔ (الملفوظ، ص:۳۲، حصہ اول، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء)

مزید لکھتے ہیں: اے عزیز! مدارات خلق والفت وموانست اہم امور سے ہے؛ عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثتُ بمدارۃ الناس، رواہُ الطبرانی فی الکبیر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں سے محبت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ عن علی کرَّمَ اللّٰہ وجھَہُ الکریم،

قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم رأس العقل بعدالایمان باللّٰہ التحبب الیٰ الناس، رواہُ الطبرانی فی الاوسط حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اللہ کے بندوں سے محبت کی جائے یہ عقل مندی کی بات ہے۔ مگر جب تک نہ دین میں مداہنت نہ اس کے لئے کسی گناہِ شرعی میں ابتلا ہو، قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَا یَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾. وقال تعالیٰ: ﴿لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ﴾. وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾...... وعن علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ الکریم قال، قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: لاطاعة لاحدٍ فی معصیة اللّٰہ انما الطاعة فی المعروف. رواہ الشیخان وابوداؤد والنسائی، عن عمران رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال، قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق. رواہ الامام احمد، پس ان امور میں ضابطۂ کلیہ واجبۃ الحفظ یہ ہے: کہ فعل فرائض وترکِ محرمات کو ارضائے خلق پر مقدم رکھے اور ان امور میں کسی کی مطلقاً پرواہ نہ کرے، اور اتیان مستحب وترک غیر اولیٰ میں مداراتِ خلق ومراعاتِ قلوب کو اہم جانے اور فتنہ ونفرت وایذا ووحشت کا باعث ہونے سے بچے، اسی طرح جو عادات ورسوم خلق میں جاری ہوں اور شرع مطہر سے ان کی حرمت وشناعت نہ ثابت ہو ان میں اپنے ترفع وتنزہ کے لئے خلاف وجدائی نہ کرے کہ یہ سب امور ایتلاف وموانست کے معارض اور مراد محبوب شارع کے مناقض ہیں، ہاں! وہاں ہوشیار وگوش دار کہ یہ نقطۂ جمیلہ وحکمتِ جلیلہ وکوچۂ سلامت وجادۂ کرامت ہے، جس سے بہت زاہدانِ خشک واہلِ تقشّف غافل وجاہل ہوتے ہیں، وہ اپنے زعم میں محتاط دین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغزِ حکمت ومقصودِ شریعت سے دور پڑتے ہیں، خبردار ومحکم گیر یہ چند سطروں میں علم عزیز۔ (فتاویٰ رضویہ، ص: ۱۱۲، ۱۱۳، جلد: ۲)

امام اہلِ سنت رضی اللہ عنہ، شریعتِ مطہرہ کی حکمتوں اور مصلحتوں کو رقم فرماتے ہیں: ہماری شریعت مطہرہ اعلیٰ درجۂ حکمت ومتانت ومراعات دقائقِ مصلحت میں ہے، اور جو حکم عرف ومصالح پر مبنی ہوتا ہے انہیں چیزوں کے ساتھ دائر رہتا ہے اور اعصار وامصار میں ان کے تبدُّل سے متبدّل ہو جاتا ہے اور وہ سب احکام، احکامِ شرع ہی قرار پاتے ہیں، (انفس الفکر فی قربان البقر، ص ۲، مشمولہ ترک موالات، ص ۱۴۶)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کس قدر انشراحِ صدر کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ نرمی کے فوائد حد وحساب وشمار سے باہر ہیں جن سے ہر عاقل واقف ہے، مستحبات پر سختی کرنے کے متعلق امام

Scanned by CamScanner

موصوف علیہ الرحمہ کے قلم کا تیور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، ان کے نزدیک اُن امور کے اندر جن میں شریعت کی جانب سے کسی قسم کی حرمت ومذمت ثابت نہ ہو تشدُّد برتنا شریعتِ مطہرہ کی حکمتوں اور سہولتوں سے ناآشنائی کی دلیل ہے۔ ہاں! دین میں مداہنت کے وہ سخت خلاف تھے اسی لئے تو فرماتے ہیں: جب تک دین میں مداہنت نہ ہو اور کسی گناہ شرعی کا ارتکاب نہ ہو، لیکن جب تک کسی شرعی جرم کا ارتکاب ثابت نہ ہو اس پر رد وقدح چہ معنیٰ دارد؟ یہی تو وہ پیغامِ حق ہے جو امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے افکار ونظریات سے ہمیں دیا ہے، کہ تم زاہدانِ خشک کی طرح نہ بن جانا بلکہ مقاصد ومصالح شریعت کو پیش نظر رکھ کر تقویٰ واحتیاط کی منازل کو طے کرتے رہنے، یہی نقطۂ جمیلہ جادۂ سلامت وکرامت ہے جس سے آج بہت سے جہال متنبِّ بعلم وکمال غافل ہیں۔ اس کے باوجود بھی مخالفوں کا یہ کہنا کہ وہ متشدِّد اور سخت گیر تھے۔ بڑا مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے، یہ دیکھئے کیسے محبت بھرے انداز میں لکھتے ہیں: شریعت مطہرہ سنّی مسلمانوں میں میل پسند فرماتی ہے، اور اُن کو بھڑکانا، نفرت دلانا، اپنا مخالف بنانا، ناجائز رکھتی ہے، بے ضرورت تامہ لوگوں کی راہ سے الگ چلنا سخت احمق، جاہل کا کام ہے۔ (صفائح اللُّجین فی کون التصافح بکفَّی الیدین، ص:۵۶)

جب ایک قاری حیاتِ رضا کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے ذہن وفکر میں یہ سوال بار بار اُبھرتا ہے کہ آخر ہر وقت امام احمد رضا ہی کو تنقید کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ ماہر رضویات، سعادت لوح وقلم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی (کراچی) علیہ الرحمہ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: امام احمد رضا سے مخالفت کی سب سے بڑی وجہ مسلکِ سلفِ صالحین پر ان کی بے پناہ استقامت اور اس کی اشاعت کے لئے ان کی سرگرمی اور اس مسلک کے مخالفین پر ان کی سخت تنقیدات معلوم ہوتی ہیں، بہر کیف! امام احمد رضا کی مصلحانہ، مجدِّدانہ اور ناقدانہ مساعی کا شدید ردِ عمل ہوا، طرح طرح کے الزامات لگائے گئے، اور ان کی تشہیر کے لئے پوری توانائیاں صرف کی گئیں، اور جب تک یہ یقین نہ ہو گیا کہ علمی سطح پر امام احمد رضا کی ہوا اُکھڑ گئی، دم نہ لیا، شاید سطحی نظر رکھنے والوں کی نگاہ میں یہ الزامات کوئی وقعت رکھتے ہوں مگر تاریخ پر جن لوگوں کی گہری نظر ہے ان کو معلوم ہے کہ یہ الزامات بے بنیاد ہیں، اور بعض سیاسی ومذہبی مصالح کی بنا پر بھی لگائے گئے ہیں۔ (امام احمد رضا اور ردِ بدعات ومنکرات، ص ۸۸)

محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان ہی نہیں بلکہ جانِ ایمان اور اصلِ ایمان ہے، امام احمد رضا قادری ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے وہ اس محبت کو عام کرنا چاہتے تھے، اس لئے انہوں نے اسی پیغام عشق ومحبت کو عام سے عام تر کیا اور خوب کیا، کسی کے اندر حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے کمی پائی، بڑے پیار اور محبت سے اس کا عقیدۂ عشق رسالت پختہ فرمایا، انداز

مشفقانہ اپنایا کہ دل پر قبضہ جمالیا، ایک جگہ اسی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جام کو اس طرح پلاتے ہوئے لکھتے ہیں، آپ بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے، لکھتے ہیں: اے عزیز! ایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات ان کی اُلفت پر منوط، جوان سے محبت نہیں رکھتا، واللہ کہ ایمان کی بو اس کے مشام تک نہ آئی۔ جانِ برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ جس شخص کو تجھ سے اُلفتِ صادقہ ہے وہ تیری اچھی بات سن کر چیں بہ جبیں ہوا اور اس کی محو کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا؟ جانِ ایمان وکانِ احسان، جس کے جمالِ جہاں آرا کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامۂ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب؟ جسے اس کے مالک نے تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، کیسا محبوب؟ جس نے اپنے تن پر ایک جہاں کا بار اُٹھایا، کیسا محبوب؟ جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نا فرمانیوں میں منہمک اور لہو ولعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لئے گریاں وملول۔ شب، کہ اللہ جل جلالہٗ نے آسائش کے لئے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خوابِ ناز ہے، اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کملی میں دراز، ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت وآسائش کو چھوڑ کر، خواب وآرام سے منہ موڑ کر، جبین نیاز آستانۂ عزت پر رکھے ہے کہ الٰہی! میری امت سیاہ کار ہے درگذر فرما، اور ان کے تمام جسموں کو آتشِ دوزخ سے بچا۔

(مجموعۂ رسائل، مسئلہ نور وسایہ، ص: ۴۷، ۵۷۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۱۸ھ)

عشق اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چراغ قلوب میں روشن کرنا اسے کہتے ہیں اگر ایسے میٹھے اور پیارے بول کسی کو تلخ اور کڑوے لگتے ہیں اور ان مشفقانہ ومصلحانہ کلمات سے اسے تشدد کی بو آتی ہے تو اس کے قلب ونظر کا فتور اور قصور ہے؛ جس کا علاج کسی سنی صحیح العقیدہ طبیب شرعی سے کرالینا چاہیے تاکہ مزید حقائق سے چشم پوشی کی بیماری سے محفوظ رہ سکے۔ ایک غلام کا اپنے آقا کے ساتھ کیا برتاؤ اور رکھ رکھاؤ ہونا چاہیے اسے امام احمد رضا کی تحریرِ لطیف میں دیکھئے، لکھتے ہیں: اے عزیز! چشم خرد میں سرمۂ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے پنبۂ انکار نکال، پھر تمام اہلِ اسلام بلکہ ہر مذہب وملت کے عقلا سے پوچھتا پھر کہ عشاق کا اپنے محبوب کے ساتھ کیا طریقہ ہوتا ہے اور غلاموں کو مولیٰ کے ساتھ کیا کرنا چاہیے، آیا نشر فضائل وتکثیر مدائح اور ان کی خوبیٔ حُسن سن کر باغ باغ ہو جانا، جامے میں پھولے نہ سمانا، یا ردِّ محاسن، نفیِ کمالات اور ان کے اوصافِ حمیدہ سے بہ انکار وتکذیب پیش

Scanned by CamScanner

آنا، اگر ایک عاقل، منصف بھی تجھ سے کہہ دے کہ نہ وہ دوستی کا مقتضیٰ، نہ یہ غلامی کے خلاف ہے تو تجھے اختیار ہے، ورنہ خدا اور رسول سے شرما اور اس حرکتِ بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹانے سے نہ مٹیں گی۔ (مرجع سابق، ص:۶۷)

جب دین اسلام میں تشدد اور سختی ہے ہی نہیں تو امام احمد رضا نے اسے کیسے سخت بنا دیا؟ انہوں نے کسی طرح تشدد کو عام نہیں بلکہ - رفق و یسر و سہولتِ شرعیہ - کو عام کیا یہ ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس سے تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی واقف ہے، اور امام احمد رضا تو اتباعِ سنت اور پیروی سنت میں اپنی مثال آپ تھے، وہ کیسے سخت گیر اور تشدد پسند ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ کے قلب و روح کو اب بھی تسکین نہ ہوئی تو ٹھنڈے دل سے امام موصوف کے فتاویٰ کا یہ حصہ بغور پڑھیے اور فیصلہ کیجئے حقیقت آپ پر خود بخود واضح ہو جائے گی، آپ لکھتے ہیں: اے عزیز! دین بحمد اللہ آسانی و سماحت کے ساتھ آیا جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کے لئے ہمیشہ رفق و نرمی ہے اور جو تعمق و تشدد کو راہ دے گا یہ دین اس کے لئے سخت ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انَّ الدین یسر ولن یشدّ الدین احدالاّ غلبهٗ فسدّدوا وقاربوا وبشروا۔ (بخاری شریف، ص ۱۰، جلد اول، کتاب الایمان، رقم: ۳۹)

بے شک یہ دین آسان ہے اور جو بھی دین میں سختی اختیار کرے گا دین اس پر غالب آجائے گا، اس لئے میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب ہو جاؤ اور بشارت دیتے رہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ص:۱۰۶، جلد ۲)

جو شخص ہر موڑ پر مسلمانوں کو عزیز، جانِ برادر اور دینی بھائی کہہ کر پکارے وہ متشدد اور سخت گیر ہو یہ سمجھ سے بالاتر بات ہے ایسا تو ایک ناسمجھ بچہ بھی نہیں کہہ سکتا مگر یہاں تو معاملہ ہی اُلٹا ہے، بڑے بڑے جبہ و دستار والے امام موصوف علیہ الرحمہ کو متشدد کہتے اور لکھتے ہیں؛ خدا انہیں عقلِ سلیم عطا فرمائے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و عزت اور رفعت و تعظیم کے متعلق کیا ہی خوب نرالے انداز میں قوم مسلم کے لئے ایک پیغام تحریر فرماتے ہیں جو انصاف و دیانت اور امعانِ نظر کے ساتھ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، آپ لکھتے ہیں:

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار و جبار جل جلالہٗ سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا، کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہیں ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی

سے گونجیں گے، مؤذن اذانوں میں اور خطیب خطبوں میں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے، اشجار واحجار، آہو وسوسمار و دیگر جاندار و اطفال شیرخوار و معبودانِ کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بزبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشورِ رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکناف عالم میں لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا غلغلہ ہوگا، جز اشقیائے ازل ہر ذرہ کلمۂ شہادت پڑھتا ہوگا، مسبحان ملأ اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا، اُدھر تمہارے محمود ورد کا حکم مسعوددوں گا، عرش و کرسی، ہفت اوراقِ سدرہ، قصورِ جناں، جہاں پر اللہ لکھوں گا، محمد رسول اللہ بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشن اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں، جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح وستائش اور جمالِ صورت و کمالِ سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اُٹھے گی۔ ایک عالَم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیصِ شان اور محوِ فضائل میں مشغول ہو تو میں قادرِ مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا؟ آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صدہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہلِ ایمان اس بلند آواز سے ان کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے، بے ساختہ پکار اُٹھے، لاکھوں بے دینوں نے ان کے محوِ فضائل پر کمر باندھی مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے، ورنہ برب کعبہ ان کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں، تیرا ایمان نہیں۔

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنے کے بعد بطورِ نصیحت وہدایت لکھتے ہیں: اے عزیز! سلف صالح کی روش اختیار کر اور ان کے قدم پر قدم رکھ، ائمۂ دین کا وطیرہ ایسے معاملات میں دائماً تسلیم و قبول رہا ہے، جب کسی ثقہ، معتمد علیہ نے کوئی معجزہ یا خاصہ ذکر کر دیا اسے مرحبا کہہ لیا اور حبیب جان میں بہ طیب خاطر جگہ دی یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی قصورِ اپنی نظر کا جانا، یہ کبھی نہیں کہا کہ غلط ہے، باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں، نہ یہی ہوا کہ جب حدیث سے ثبوت نہ ملا تھا اس کے ذکر سے باز رہتے، بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس ثقہ کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے اور کیوں نہ ہو مقتضیٰ عقلِ سلیم کا یہی ہے۔ (مجموعہ رسائل مسئلۂ نور و سایہ، ص: ۷۶، ۷۷)

Scanned by CamScanner

مزید لکھتے ہیں: اے عزیز! سنا تو نے! یہ ہے طریقہ ارا کینِ دینِ متین و اساطینِ شرع متین، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت میں، نہ یہ کہ جو معجزہ و خاصہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احادیثِ صحیحہ سے ثابت اور اکابر علما برابر اپنی تصانیفِ معتبرہ مستندہ میں، جن کا اعتبار و استناد آفتاب نیم روز سے روشن تر ہے بلا نکیر و منکر اس کی تصریح کرتے آئے ہوں اور اس کے ساتھ عقلِ سلیم نے ان پر وہ دلائل ساطع قائم کیے ہوں جن پر کوئی حرف نہ رکھ سکے، بایں ہمہ اس سے انکار کیجئے اور حق ثابت کے رد پر اصرار، حالانکہ نہ ان حدیثوں میں کوئی سقم مقبول و جرح معقول می دارد، نہ ان ائمہ کے مستند بادلائل معتمد ہونے میں کلام کر سکو، پھر اس مکابرہ، کج بحثی اور تحکم وزبردستی کا کیا علاج؟ زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات۔ آخر تم جو انکار کرتے ہو تو تمہارے پاس بھی کوئی دلیل ہے؟ یا فقط اپنے منہ سے کہہ دینا، اگر بفرضِ محال جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں نا معتبر ہوں اور جن جن علما نے اس کی تصریح فرمائی انہیں بھی قابلِ اعتماد نہ مانو اور جو دلائل قاطعہ اس پر قائم ہوئے وہ بھی صالح التفات نہ کہے جائیں، تاہم انکار کا کیا ثبوت؟ اور وجود سایہ کا کس بنا پر؟ اگر کوئی حدیث اس بارے میں آئی ہو تو دکھاؤ یا گھر بیٹھے تمہیں الہام ہوا ہو تو بتاؤ؟ مجرد ما و من پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ بشر ہیں مگر عالمِ علوی سے لاکھ درجہ اشرف و احسن، وہ انسان ہیں مگر ارواح ملائکہ سے ہزار درجہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں: لست مثلکم میں تم جیسا نہیں۔ رواہ الشیخان، ویروی لست کھیئتکم میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔ ویروی ایکم مثلی تم میں کون مجھ جیسا ہے۔ (مرجع سابق، ص: ۸۵، ۸۶) بطورِ تنبیہ و ہدایت لکھتے ہیں: جانِ برادر! یہ جو تمام ائمۂ کرام بیک زبان نفی ظل کی گواہی دیتے ہیں اگر ان میں یا ان کے ہم سر ائمہ سے کوئی بات تو اپنے مزعومہ کے مطابق پاتا تو وہ کون سا شور جو بر پا نہ کرتا، کلاہ آسمان پر چڑھاتا اور پھولا نا سماتا، ہر ایک کے آگے آہ وزاری کرتا کہ ہائے یہ کیا ظلم ہے، ایسا امام نفی ظل کا قائل نہیں، نہ اس کو قبول کرتا ہے نہ اس کی طرف کان لگاتا ہے، لہٰذا اس وقت ظلم تیری طرف سے ہے، خدارا انصاف کر اور تکبر کی ٹوپی سر سے اُتار، کیوں ان ائمۂ کرام کی راہ پر نہیں چلتا اور اتفاق سے دور بھاگتا ہے؟ حدیث مطلوب ہے تو حاضر، اگر نقول چاہیے تو نقول واضح ہیں، دلیل طلب ہے تو دلیل موجود، لیکن اگر نقیض کی خواہش ہے تو وہ معدوم ہے، تو اب کون سا پتھر راستہ میں پڑا ہے، کیوں تسلیم کا مقام خالی دیکھتا ہوں، خلاف کا چہرہ خوش، انصاف کا چہرہ شرم و حیا سے زرد، اور کاغذ کی پیشانی شرم ناک باتوں سے سیاہ۔ خدا کی پناہ! لیکن قادرِ مطلق جل وعلا جس نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نورِ خاص سے

پیدا فرمایا اور خورشید درخشندہ و بدر درخشندہ کو ان کی سرکار کا ادنیٰ گداگر بنایا، کیا وہ یہ نہیں کر سکتا کہ ہمارے سرو جاں فزا کو بغیر سایہ کے پرورش فرمائے، اور وہ شاخ گل جس کے ہر رگ و برگ پر ہزاروں چمنستان قربان ہوں، پاکیزگی کی نہر پر گل زمین لطافت سے، ہر قسم کی کثافت سے پاک پیدا ہو۔ (مرجع سابق، ص:۱۳۹)

انصاف و دیانت کی آنکھ سے کوئی اس بیان بالا کا مطالعہ کرے، کیا ایسے باریک مسائل میں اسے کہیں تشدد نظر بھی پڑتا ہے؟ مگر عقل کوتاہ اور خیال فاسد کا کیا علاج؟ للہ انصاف! عالم اسلام کا ایسا مخلص و خیر خواہ اور دینی خواہ اسے کس طرح بدنام کیا گیا، تاریخ پر خاک ڈالی گئی، بڑے بڑے سرمائے خرچ کیے گئے، جعل سازیاں کی گئیں، رات دن ایک کر کے اس فکر کو عام سے عام تر کیا گیا کہ بریلی کے مولانا احمد رضا بڑے ہی سخت مزاج ہیں، لیکن جب حقائق و شواہد سامنے آئے، کتابیں شائع ہوئیں، تحقیقات رضا کے در وا ہوئے، نگاہوں نے ایمان کا نور حاصل کیا، محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نغمے کن گنائے گئے، عقلیں حیران رہ گئیں، ارے یہ تو اہل سنت کا پاسبان ہے، سنیت کا محافظ و نگہبان ہے، اس کی ہر فکر، ساری قوت، سارا اثاثہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں پر قربان ہے، پڑھنے والوں نے جب اسے پڑھا تو عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پایا، دیکھنے والوں نے جب اسے دیکھا تو سنتوں سے محبت کرنے والا پایا، پھر کیا تھا ایک زمانہ کہہ اٹھا، امام احمد رضا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہیں، ہاں! اب مجھ سے بھی سنئے وہ بلا ریب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایسا معجزہ ہیں جنہوں نے قلم کی جولانی سے کتاب و سنت کی روشنی میں سیرت و صورت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ شواہد پیش کئے جنہیں پاسبان سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جائے تو بجا ہوگا، آپ نے ابھی پڑھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کی انہوں نے کیسی خوبصورت تشریح فرمائی کہ دل جسے پڑھ کر گواہی دینے کو تیار ہو جائے، عظمت نبی اور الفت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قلوب میں کس طرح اُتارتے جاتے ہیں، عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیسا جام پلاتے ہیں، کیا حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبتوں کی سوغات بانٹنا ہی تشدد ہے؟ گستاخان خدا اور رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نوک قلم سے گھائل کرنا یہی تشدد ہے، تو ایسا تشدد ہمیں ایک بار نہیں سو بار قبول ہے، اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و بے ادبی و گستاخی کی ہے ان کے خلاف آواز اٹھانا، ان کو ذلیل کہنا، گستاخ و گمراہ کہنا ہی سخت گیری ہے تو ایسی سخت گیری اسلام میں مذموم نہیں محمود ہے، ایسی باتیں کہنے والے اگر قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ

جاتیں،''سورۃ تبت یدا'' ہی دیکھ لیتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں کیوں کہ اس کا نزول ہی ایک گستاخِ رسول کی مذمت میں ہوا ہے۔''سورۃ حجرات'' شریف میں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا جو ادب واحترام اور ان کے گستاخوں کا جو انجام بتایا گیا کیا ان سے تمہاری آنکھیں اندھی ہیں، خدارا شرم کرو اور عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر جان قربان کرنے والے بن جاؤ، امام احمد رضا نے اسی پیغام کو عام کر کے دنیا وآخرت کی سرخروئی حاصل کی ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ تفضیل شیخین کریمین (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وحضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما) پر امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مبسوط، مدلل اور بے نظیر کتاب 'مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین' لکھی ہے (جو امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف سے شائع ہوئی ہے) شیخین کی افضلیت وکرامت ووجاہت پر دلائل وبراہین پیش کرنے کے بعد بطورِ خلاصہ بڑے پیارے انداز میں لکھتے ہیں: تنبیہ الختام: اے عزیز! دیکھا تو نے کہ آیاتِ قرآنیہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کو زور وشور سے ثابت فرما رہی ہیں اور اُن کی افضلیت مطلقہ کا منشور کس شدومد سے سنا رہی ہیں، نفسانی خواہشوں اور طبعی رغبتوں پر کاربند ہونا کیسی ناسزا بات ہے۔ قرآن کے آگے کوئی منتہٰی نہ اس سے بڑھ کر کوئی مقتدیٰ، ہر ہر حرف اس کا مسلمانوں کا ایمان ہے: لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ [سورۂ حم: ۴۲] باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اُس کے آگے نہ اُس کے پیچھے سے۔ اس کی شان ہے وہ خود فرماتا ہے:

وما اختلفتم فی شیء فحکمہٗ الی اللّٰہ [سورۃ الشوریٰ: ۱۰] جس چیز میں تم مختلف ہو اس کا فیصلہ خدا کی طرف ہے۔ (مطلع القمرین، ص: ۲۰۵) مزید لکھتے ہیں: اے عزیز! کیا بعد ملاحظہ ان وجوہ باہرہ وحجج قاہرہ کے بھی شیخین کی وجاہت سب سے فائق وبرتر نہ جانے گا؟ یا اسے باعث خیر وافضلیت نہ مانے گا؟ سخن اس فصل میں نہایت وسیع ہے اور منزلتِ شیخین احاطۂ بیان سے رفیع، مگر منصف سلیم العقل کے لئے اس قدر کافی ہے۔ در بند آرمباش کہ مضمون نماندہ است۔ صد سال سینواں سخن از زلف یار ست'' اس بارے میں یہ گمان مت کرنا کہ مضمون باقی نہیں ہے بلکہ محبوب کی زلفوں کا تذکرہ کرتے کرتے صدیاں گذر گئیں'' (ایضاً، ص: ۲۶۹) ایمانیات کے متعلق لکھتے ہیں: اے عزیز! جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافر ومرتد کر دیتا ہے، اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائد اہلِ سنت میں اُن کے موافق ہو، اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں، بدعتی ہے۔ (ایضاً، ص: ۱۲۵)

فرقۂ ناجیہ اہلِ سنت وجماعت کی اتباع وپیروی کے متعلق امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ حضرت امام علامہ سید احمد مصری طحطاوی قدس سرہٗ کے حوالے سے لکھتے ہیں: اے گروہ

مسلمین! تم پر فرقۂ ناجیہ اہلِ سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ و کارساز رہنا موافقت اہلِ سنت میں ہے، اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے، اور یہ نجات والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے، اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی، جہنمی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ص: ۲۹۲، جلد ۳)

سوادِ اعظم کی پیروی کے متعلق امام احمد رضا قدس سرہٗ کی نایاب تحریر: اے عزیز! خدا اور رسول سے ڈر، اور اپنے ایمان پر رحم کر، مسلمانوں کے خلاف راہ نہ چل اور زمرۂ خارقان اجماع سے نکل، شاید جو سخت وعیدیں اور دردناک تہدیدیں، مخالفت اجماع و مفارقت سوادِ اعظم پر وارد ہوئیں، ابھی تیرے گوش ہوش تک نہ پہونچیں، ورنہ مبتدعوں کا ساتھ نہ دیتا اور ایسی بلائے عظیم اپنے سر نہ لیتا، اب سن لے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [سورۃ النساء: ۱۱۵/۴]

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خدا اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ اور فرمایا: خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے، پس بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو الگ ہوگیا تنہا دوزخ بھیجا گیا۔ یعنی فرماتے ہیں: جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہوجائے پس بہ تحقیق اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔ یعنی فرماتے ہیں: جو جماعت سے بالشت بھر الگ ہو، دوزخ میں جائے۔ یعنی فرماتے ہیں: جو جماعت سے جدا ہو اور بادشاہت اسلام کو ذلیل جانے خدا سے اس حال پر ملے کہ اس کے لئے کوئی حجت اور اپنی برأت کی دلیل نہ ہو۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں جن کی روزِ قیامت بات نہ پوچھی جائے گی: ایک وہ کہ جماعت سے مفارقت اور اپنے امام کی نافرمانی کرے اور اسی حال پر مرجائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک نماز فرض دوسری نماز فرض تک کفارہ ہوتی ہے ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں واقع ہوں، اور جمعہ جمعہ تک، اور رمضان رمضان تک، مگر تین گناہ ان سے نہیں مٹتے، (۱) شرک (۲) امام حق کی بیعت توڑنا (۳) اور ترکِ سنت۔ پھر فرمایا: ترکِ سنت کے معنیٰ ہیں جماعت سے نکل جانا۔ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو وسطِ جنت چاہے جماعت کو لازم پکڑے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے، اور دو

Scanned by CamScanner

سے دور تر -یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے، جیسے یہ بھیڑیا بکریوں کا، کہ اسی بکری کو پکڑتا ہے جو گلے سے بھاگ جائے، یا گلے سے دور ہو جائے، یا ایک کنارے پر ہو۔اور بچاؤ اپنے کو پہاڑ کی گھاٹیوں، یعنی تنگ و تاریک راہوں سے جو طریقۂ واضحہ سنت و جماعت سے جدا ہیں اور لازم پکڑو جماعت و جمہور کو۔

(مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین ،ص:۱۵۵تا۱۵۸،مطبوعہ،امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف ۱۴۳۳ھ)

**مسئلۂ تکفیر میں امام احمد رضا کی احتیاط:** بعض شر پسند یہ شر پھیلاتے رہتے ہیں کہ امام احمد رضا نے بات بات پر کفر و شرک کے فتوے دیے حالانکہ یہ بات خلافِ عقل ہے، جب ایک قاری انصاف و دیانت کے ساتھ فتاوی رضویہ وغیرہ کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے مسئلۂ تکفیر میں امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جس شخصیت کے متعلق اس قدر بے بنیاد الزامات لگا کر اُسے بدنام کیا گیا وہ حکمِ تکفیر میں کس قدر محتاط ہے اور اُس کا دامن مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے سے بالکل پاک ہے، اسی خیال کے پیش نظر ذیل میں آپ کے فتاوے و کتب کے چند اقتباسات دیے جا رہے ہیں جن سے بخوبی اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ مسئلۂ تکفیر میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے ،کوئی آپ کی تحریروں سے اس بات کو کبھی ثابت نہیں کر سکتا کہ انہوں نے بلا تحقیق کسی ایک معین مسلمان کی بھی تکفیر کی ہو، بلکہ وہ نہایت واضح تحقیق اور آفتاب سے زیادہ حقیقت روشن ہونے کے بعد ہی اس قسم کا فیصلہ لیا کرتے تھے ۔آپ خود لکھتے ہیں: تکفیر اہلِ قبلہ واصحابِ کلمۂ طیبہ میں جرأت و جسارت محض جہالت، بلکہ سخت آفت، جس میں وبالِ عظیم و نکال کا صریح اندیشہ، والعیاذ باللہ رب العالمین. فرضِ قطعی ہے کہ اہلِ کلمہ کے ہر قول و فعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع و فظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں ،اگر کوئی ضعیف سی ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکمِ اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں، اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانبِ کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔حدیث میں ہے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الاسلام یعلو ولا یُعلیٰ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔احتمالِ اسلام چھوڑ کر احتمالاتِ کفر کی طرف جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں، والعیاذ باللہ ربِّ العالمین. حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کفوا عن اهل لا اله الا الله لاتکفروهم بذنب فمن اکفر اهل لا اله الا الله فهو الیٰ

الکفر اقرب. لاالہ الا اللہ کہنے والوں سے زبان روکو، انہیں کسی گناہ پر کافر نہ کہو لاالہ الااللہ کہنے والوں کو جو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لاالہ الااللہ ولایکفر بذنب ولایخرجہ من الاسلام بعمل تین باتیں اصلِ ایمان میں داخل ہیں، لاالہ الا اللہ کہنے والے سے باز رہنا اور اسے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہا جائے، اور کسی عمل پر اسلام سے خارج نہ کہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لاتکفروا احدامن اهل القبلة اہلِ قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ اللہ اکبر لاالہ الا اللہ کی عظمت جانو، تو اہل لاالہ الا اللہ کی تکفیر سخت آفت مانو، یہاں زبان قابو میں ہے جسے چاہو کافر بتاؤ، مشرک کہہ جاؤ مگر اس دن کا بھی کچھ جواب بنا رکھو جب لاالہ الا اللہ کو اپنے قائلوں کی طرف سے جھگڑتا دیکھو۔ اے لاالہ الا اللہ اتارنے والے اہل لاالہ الا اللہ کو ہدایت فرما اور ہمیں لاالہ الا اللہ کے سچے ایمان پر دُنیا سے اٹھا۔ آمین (فتاویٰ رضویہ، ص:۵۹۶، ۵۹۷، جلد۵، کتاب النکاح/ اطائب التہانی فی النکاح الثانی، ص:۳۴ تا ۳۶) عبارت مذکور پر شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ نے بہت وقیع اور تحقیقی حاشیہ لکھا ہے وہ ملاحظہ ہو، آپ لکھتے ہیں: کسی قول یا فعل مسلم میں ایک ضعیف سے ضعیف، تخیف سے تخیف تاویل ایسی نکلتی ہو جس کے سبب حکم اسلام ہوسکتا ہو تو اسی کی طرف جانا لازم، اگرچہ اس میں ہزار احتمال کفر کی جانب لے جائیں، اور جہاں کمزور سے کمزور تاویل بھی نہ ہو وہ قول یا فعل اصلاً تاویل نہ رکھتا ہو، یا تاویل وہاں نکلتی ہو مگر مقبول نہ ہو، جیسے کوئی کہے: من خدا ایم، اور تاویل کرے من خود آیم، یا کہے: میں رسول ہوں، یا پیغمبر ہوں، اور تاویل کرے کہ میں فلاں کا فرستادہ یا پیغام رساں ہوں۔ یہ تاویل ہرگز مقبول و مسموع نہ ہوگی، کہ اگر ایسی تاویل مان لی جائے تو عظیم فتنوں کا دروازہ کھل جائے اور حدودِ شریعت بالکل دَرہَم بَرہَم ہو جائیں، ایسے قول کے قائل اور ایسے فعل کے فاعل کو فوراً فوراً، بے شک، بے شبہہ، بے تامل کافر کہا جائے گا۔ جہاں تاویل مقبول نکلتی ہو اور مراد کا علم نہ ہو وہاں تکفیر میں جلدی جیسے سخت جرأت وجسارت ہے یہاں تکفیر میں تامل، ادنیٰ شبہہ، ذرا سا شک، سخت عظیم وبال، شدید نکال اور یقینی...... ایسی ہی جگہ کے لئے علما فرماتے ہیں: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ایسا ہی قول یقینی تھا وہ جس پر قرآن عظیم نے فرمایا: لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ قرآن عظیم کا نازل فرمانے

Scanned by CamScanner

والاعز جلالہ وعم نوالہ تو جسے کافر فرمادے وہ قطعاً کافر ہی ہے،اب اس کا قول لاکھ تاویل کا محل ہو مگر ''لاتعتذروا قد کفرتم'' ایسی ہی جگہ ارشاد ہوا جو اصلاً محل تاویل نہیں۔احتمال کفر کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حاشیہ میں لکھتے ہیں:یہ جب ہے جب کہ قائل یا فاعل کی مراد معلوم نہ ہو،اور اگر مراد معلوم ہو کہ اس میں اس قول وفعل سے کفر ہی کا ارادہ کیا ہے تو بے شک وہ کافر ہے قول یا فعل میں مثلاً ہزار پہلوئے اسلام ہوں اور ایک ہی پہلو کفر کا ہو جس کا اس نے ارادہ کیا،پھر مراد معلوم نہ ہونے کی صورت میں مفتی اس کو کافر نہ کہے اور یہی چاہیے کہ کیا عجب اس نے وہ قول یا فعل پہلو سے اسلام ہی مراد رکھ کر کیا ہو،اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ اس نے اگر کفری معنیٰ سے وہ کہا یا کیا کافر نہ ہوا۔علم الٰہی میں وہ قطعاً کافر ہو گیا مفتی یا کوئی اسے کافر کہے یا نہ کہے اگر اس نے کفری پہلو سے کسی کا ارادہ کیا تو مفتی کا اس کے قول یا فعل کو پہلوئے اسلام پر محمول کرنا اسے کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔(فتاویٰ رضویہ ص:۵۹۶،۵۹۷،جلد۵،حاشیہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ مزید لکھتے ہیں:بالجملہ !اصل محل شبہہ نہیں ان صاحبوں(غیر مقلد وہابیوں)نے تقلید کو شرک وکفر اور مقلدین کو کافر ومشرک کہہ کر لاکھوں،کروڑوں علما واولیا وصلحا واصفیا بلکہ امتِ مرحومہ محمدیہ علیٰ مولٰہا وعلیہ التحیۃ والثناء کے دس حصوں سے نو علی الاعلان کافر ومشرک ٹھہرایا،وہی علامہ شامی قدس سرہٗ السامی کا ان کے اکابر کی نسبت ارشاد کہ اپنے طائفہ تالفہ کے سوا تمام عالم کو مشرک کہتے اور جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے ظواہر احادیث صحیحہ کی بنا پر وہ خود کافر ہے۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما والا رجعت علیہ(صحیح مسلم:۱/۵۷،باب بیان حال ایمان)یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقتاً کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدھما.(بخاری شریف:۲/۹۰۱،باب من اکفر اخاہ)جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو''یا کافر''کہے تو ان دونوں میں ایک کا رجوع اس طرف بے شک ہوگا۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:لیس من دعا رجلاً بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ ولا یرمی رجل رجلاً بالفسق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہٗ کذلک،ھذا مختصراً.(صحیح بخاری شریف:۲/۸۹۳،باب ما ینھی عن السباب واللعن)جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اگر وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے،اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر اُلٹا پھرے

گا: اگر جس پر طعن کیا تھا ایسا نہ ہوا، یہ اختصار اً ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ما اکفر رجل رجلا قط الا باء بها احدهما ان کان کافرا والا کفر بتکفیرہ (صحیح ابن حبان: ۱؍۲۰۱، من اکفر انسانا) یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک شخص دوسرے کی تکفیر کرے اور وہ دونوں اس سے نجات پا جائیں، بلکہ ان میں ایک پر ضرور گرے گی اگر وہ کافر تھا تو یہ بچ گیا، ورنہ اسے کافر کہنے سے یہ خود کافر ہوا۔ احادیث پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی تحقیقِ انیق پڑھئے، آنکھیں کھل جائیں گی، دل روشن ہو جائیں گے، الزام لگانے والے ذرا امام اہلِ سنت رضی اللہ عنہ کا یہ احتیاط بھی ملاحظہ کریں، کہ وہ کسی مسلمان کو کافر و مشرک کہنا کس قدر برا جانتے تھے، جب وہ خود کسی بھی مسلمان کو کافر و مشرک کہنا شنیع و قبیح جانتے تھے تو انہوں نے کیسے اور کس طرح مسلمانوں کو کافر بنایا، انہوں نے اپنی کتب و فتاوی میں بار بار، جگہ جگہ ان احادیث کو اس لئے نقل فرمایا جن میں کفر پلٹنے کا ذکر ہے تاکہ مسلمان کسی کو بھی کافر یا مشرک کہنے میں تامل کریں، پوری تحقیق کریں، صاحب معاملہ اگر زندہ ہے تو اس سے رابطہ کریں (جیسا کہ خود امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبرائے وہابیہ کی تکفیر کے وقت ایسا کیا) اس کے قول و فعل کو حتی الوسع اسلام پر محمول کریں، یہ سوچ و فکر کتنی صالح اور پاکیزہ ہے اس لئے افکار رضا کو سرسری نگاہ سے پڑھنے کے بجائے گہرائی میں اتر کر دیکھیں آپ پر سارے حقائق کھل جائیں گے۔

امام موصوف علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اقول وباللہ التوفیق! یہ معنیٰ خود انہیں احادیث سے ثابت، کہ ہر مشرک عدو اللہ ہے اور عدو اللہ کہنے کا حکم خود حدیث میں مصرّح، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی کہ فاسق کہنا بھی پلٹتا ہے تو مشرک تو بہت بدتر بلکہ اخبث اقسام کفار سے ہے، تو عموماً "یا کافر" میں بھی دخول اولیٰ رکھتا ہے، والعیاذ باللہ وسبحنہٗ تعالیٰ۔ وجہ اس پلٹنے کی جس طرح اربابِ قلوب نے افادہ فرمائی یہ ہے: کہ مسلمان کا حال مثل آئینہ کے ہے۔ ترک و ہند در من آں بیند کہ اوست۔ (ترک اور ہند مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو اس میں ہے) المرء یقیس علیٰ نفسہ (انسان دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے) جب اس نے اسے کافر یا مشرک یا فاسق کہا اور وہ ان عیوب سے پاک تھا تو حقیقتاً یہ اوصاف ذمیمہ اسی کہنے والے میں تھے جن کا عکس اس آئینۂ الٰہی میں نظر آیا اور یہ اپنی سفاہت سے اُس کر یہ، بدنما شکل کو آئینۂ تاباں کی صورت سمجھا حالانکہ دامن آئینہ اس لوث و غبار سے صاف و منزہ ہے، علما فرماتے ہیں جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا اور وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے تو اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو ایسا کہے وہ کافر ہے۔ اقول وباللہ

Scanned by CamScanner

التوفیق! توضیح اس دلیل کی "علیٰ حسب مرامھم" یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں، فانّ الکفر والاسلام علیٰ طرفی النقیض بالنسبۃ الی الانسان لایجتمعان ابداً ولا یرتفعان، قال تعالیٰ: اِمَّا شَاکِراً وَّاِمَّا کَفُوْراً، وقال تعالیٰ: وَمَا جَعَلَ اللہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ اب جو یہ شخص مثلاً زید مومن کو کافر کہتا ہے اس کے یہ معنی کہ اس کا دین کفر ہے اور زید واقع میں بے شک ایک دین سے متصف ہے جس کے ساتھ دوسرا دین ہو نہیں سکتا تو لاجرم یہ خاص اسی دین کو کفر بتا رہا ہے جس سے زید انصاف رکھتا ہے اور وہ دین نہیں مگر اسلام، تو بالضرورۃ اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو دین اسلام کو کفر قرار دے قطعاً کافر۔ (النھی الاکید لصلوٰۃ عن وراء عدی التقلید، ص: ۴۸ تا ۵۱/ فتاویٰ رضویہ: ۳/۳۰۸) مزید لکھتے ہیں: اس طائفۂ تالفہ (غیر مقلدین) کو سخت وقت کہ یہ قطعاً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے اور اس پر فتوے دیتے ہیں تو باتفاق ہر دو مذہب ان کا کافر ہونا لازم، اور ان کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا ہندو کے پیچھے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم۔ سبحان اللہ! کہ۔ کرد کہ نیافت، چاہ کن راہ چاہ در پیش۔ مسلمانوں کو ناحق مشرک کہا تھا احادیث صحیحہ و مذاہب ائمۂ کرام و فقہائے عظام پر خود انہیں کے ایمان کے لالے پڑ گئے، مگر حاش للہ ہم پھر بھی دامنِ احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ ہزار ہمیں جو چاہیں کہیں ہم زنہار ان کو کفار نہ کہیں گے، ہاں ہاں یوں کہتے ہیں اور خدا و رسول کے حضور کہیں یہ لوگ آثم ہیں، خاطی ہیں، ظالم ہیں، بدعتی ہیں، ضال ہیں، مضل ہیں، غوی ہیں، مبطل ہیں، مگر ہیہات کافر نہیں، مشرک نہیں، اتنے بدراہ نہیں اپنی جان کے دشمن ہیں، عدو اللہ نہیں، ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیثیں اور اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد: لانکفر احداً من اھل القبلہ یاد ہے اور جب تک تاویل و توجیہ کی سب قابلِ احتمال ضعیف راہیں بھی بند نہ ہو جائیں مدعیٔ اسلام کی تکفیر سے عہد، اہلِ سنت کو چاہیے ان سے بہت پرہیز رکھیں، ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں اپنے معاملات میں انہیں شریک نہ کریں، ہم اوپر احادیث نقل کر آئے کہ اہلِ بدعت بلکہ فساق کی صحبت و مخالطت سے ممانعت آئی ہے، اور بے شک بدمذہب آگ ہیں اور صحبت مؤثر، اور طبیعتیں سرّاقہ، اور قلوب متقلب۔" (مرجع سابق، ص: ۵۲، ۵۳، ۵۴/ فتاویٰ رضویہ: ۳/۳۱۰، ۳۱۱) ایک جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں: مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں، صحیح حدیثوں میں فرمایا: کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا تو یہ کافر ہو جائے، اگر چہ اہلِ سنت کا مذہب محقق و منقح یہی ہے کہ ہمیں تاہم احتیاط لازم، اور

اتنی بات پر حکم تکفیر ممنوع و نالائم، اور احادیث مذکورہ تاویلات عدیدہ کا احتمال قائم مگر پھر بھی صد ہا ائمہ مثل امام ابوبکر اعمش و جمہور فقہاء بلخ وغیر ہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ظاہر احادیث ہی پر عمل کرتے ہیں اور مسلمان کے مکفّر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں۔(فتاویٰ رضویہ، ص:۱۸۶، جلد ۱۱)

مزید ایک جگہ لکھتے ہیں: بالجملہ! مسلمانوں پر بدگمانی حرام، اور حتی الامکان اُس کے قول و فعل کو وجہ صحیح پر حمل واجب اور یہاں ارادۂ قلب پر بے تصریح قائل حکم لگانے کی اصلاً راہ نہیں، اور حکم بھی کیسا کفر و شرک کا، جس میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط فرض، یہاں تک کہ ضعیف سے ضعیف احتمال بچاؤ کا نکلتا ہو تو اُسی پر اعتماد لازم، "کما حقق کل ذلک الائمة المحققون فی تصانیفهم الجليلة" اگر بالفرض بعض کوؤں احمقوں پر بہ ثبوتِ شرعی ثابت بھی ہو کہ اُن کا مقصود معاذ اللہ عبادت غیر ہے تو حکمِ کفر صرف اُنہیں پر صحیح ہوگا، اُن کے سبب حکمِ عام لگا دینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نیت سمجھ لینا محض باطل ہے، قال اللّٰه تعالیٰ: لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی. (سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء، ص:۱۳/ فتاویٰ رضویہ: ۳۴۶/۸، ۳۴۷)

مزید لکھتے ہیں: ہاں! ضرور یہ ہے کہ ہم اِس باب میں قولِ متکلمین اختیار کرتے ہیں اور اُن میں جو کسی ضروری دین کا مُنکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی مُنکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے، مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے در بارۂ تکفیر حتی الامکان احتیاط اِسی میں ہے کہ سکوت کیجئے۔(ازالة العار بحجر الكرائم عن كلاب النار، ص:۱۸/ فتاویٰ رضویہ: ۲۶۱/۵، کتاب النکاح) مزید لکھتے ہیں: الحمدللہ! یہاں "ادفع بالتي هي احسن" پر عمل اور کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے کہ لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں۔ یہ حسنِ احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہلِ سنت ہی کو عطا فرمایا ہے، اہلِ بدعت خصوصاً نجدیہ کہ یہ شخص جن کا معلم و امام ہے کفر و شرک کو نکے سیر کئے ہوئے ہیں، بات پیچھے اور کفر و شرک پہلے۔(فتاویٰ رضویہ: ۲۵۱/۶، رضا اکیڈمی، ممبئی)

کہاں احتیاط کا یہ عالم! اور کہاں مسلمانوں کو کافر بنانے کا الزام۔ کیا یہ بات کسی جھوٹی تاریخ سازی اور الزام تراشی سے کم نہیں؟ افسوس ہے ایسی بے شرمی پر کہ جو شخص ہر وقت مسلمانوں کو کفر و شرک سے بچاتا ہوا سے اس طرح بدنام کیا جا رہا ہے کہ وہ تو مکفر المسلمین میں بڑا جذباتی ہے الامان والحفیظ۔ ایسا کہنے والے ذرا پہلے اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، وغیرہ کی دل آزار کتابیں دیکھ لیتے تو اس طرح بکواس نہ کرتے، مگر یہ عشق و ادب بھی تو اہلِ سنت و جماعت ہی کو نصیب ہے۔

Scanned by CamScanner

کیا ہرایک بدعتی کافر ہے؟ اِس سوال کا جواب دیتے ہوئے امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شئ کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے، اگر چہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اُس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اُس کا روزوں میں ایک خاک رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرلے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے، لاواللہ! ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں، جب تک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُن تمام ضروری باتوں میں جو اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے، ضروریاتِ اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو اُن میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسونناوے کا، آج کل جس طرح بعض بے دینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفروشرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے، حالانکہ حضور اصطفا علیہ افضل الصلاۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں فقد باء به احدهما یوں ہی بعض مداہنوں پر یہ بلا ٹوٹی ہے کہ ایک دشمنِ خدا سے صریح کلماتِ توہین آقائے عالمین حضور پرنور سیدالمرسلین الکرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اور ضروریاتِ دین کا انکار سنتے جائیں اور اُسے سچا پکا مسلمان بلکہ اُن میں کسی کو افضل العلماء، کسی کو امام الاولیاء مانتے جائیں، یہ نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے کہ اگر انکارِ ضروریاتِ دین بھی کفر نہیں، تو عزیزو! بت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے؟ وہ یہی آخر اسی لئے کفر ٹھہری کہ اوّل ضروریاتِ دین یعنی توحیدالٰہی جل وعلا کے خلاف ہے، کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے، نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے، ہم کیوں کر اُسے کافر کہیں! اُن لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعالِ اسلام ادا کرے بایں ہمہ دو خدا مانے شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے؟ مگر اِس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں، پہلے ایمان تو ثابت کرلو تو اعمال سے احتجاج کرو، ابلیس کے برابر تو یہ مجاہدے کا ہے کو ہوئے پھر اُس کے کیا کام آئے؟ جو اِن کے کام آئیں گے؟ آخر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرتِ اعمال اِس درجہ بیان فرمائی کہ: "تحقرون صلوتکم عند صلوتهم و صیامکم عند صیامهم او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم پھر اُن کے دین کا بیان فرمایا: "یمرقون من الدّین کما یمرق السهم من الرّمیة" رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لئے کافی نہیں، منافقین تو خوب زور وشور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ اُن کے لئے "فی الدّرک الاسفل من النّار" کا فرمان ہے، والعیاذ باللہ! الحاصل! ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکارِ ضروریات کہاں؟

(اعلام الاعلام بانّ ھندوستان دارالاسلام، ص: ۱۵، ۱۶)

ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے تا مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے والا کون؟ اور مظلوم و مطعون کون؟ خدا ایسوں کو عقل سلیم دے جو حق اور باطل کے درمیان امتیاز کر سکیں۔ پھر اِس الزام کا جواب دیتے ہیں کہ مولانا احمد رضا تکفیر مسلمین ہی کرتے رہتے ہیں بس! ذرا ہوش کے ناخن لے کر امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واضح بیان پڑھ کہ وہ تکفیر مسلمین میں کتنے محتاط تھے آپ ہی کے رقم فرمودہ جملے نقل کئے جاتے ہیں تا کہ کسی شک کا شبہہ نہ رہے، امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:
مسلمانو! مسلمانو! تمہیں اپنا دین وایمان اور روزِ قیامت وحضور بارگاہِ رحمٰن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جب بندۂ خدا (احمد رضا) کی در بارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط، یہ جلیل تصریحات۔ اِس پر تکفیر تکفیر کا افتراء کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھنونی ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں: اذالم تستحی فاصنع ماشئتَ" جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔ بے حیا باش و آنچہ خواہی کن، اِن عبارات (کفریہ مثل حفظ الایمان، ص:۷، تحذیر الناس، ص:۱۲، براہین قاطعہ، ص:۴۷) کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو، یہ عبارتیں فقط اُن مفتریوں کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز اُن دشنامیوں (اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی) کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی، واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا، جس میں اصلاً اصلاً، ہرگز ہرگز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی، کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو اِن کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لاالٰہ الاّ اللّٰہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے، اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف مُحمِل بھی باقی نہ رہے، یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود اِن دشنامیوں کی نسبت (جب تک اُن کی دشناموں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اُٹہتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا؛ جب کیا اُن سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہوگئی؟ جب اُن سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوگئی؟ حاشاللہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت، صرف محبت وعداوتِ خدا ورسول ہے، جب تک اِن دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی، یا اللہ ورسول کی جناب میں اُن کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اُس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایت احتیاط سے کام لیا، حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح اُن پر کفر لازم تھا مگر

Scanned by CamScanner

احتیاطاً اُن کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا، جب صاف، صریح انکارِ ضروریاتِ دین ودشنام دہیِ رب العالمین وسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سن چکے کہ "من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر" جوایسے کے معذب وکافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے، اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔ (تمہید ایمان، ص: ۴۷، ۴۸)

والـلّٰـه العظیم! امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بلا تحقیق کبھی کسی ایک مسلمان کی بھی تکفیر نہ فرمائی، بلکہ وہ اِس مسئلہ میں حد درجہ احتیاط وتفحص وتفتیش سے کام لیتے تھے، جس کی بین دلیل آپ کی مذکورہ بالا عبارات وتصریحات ہیں اور آخری تحریر مبارک تو ساری بحث کا خلاصہ ہے، جسے پڑھ کر ہر انصاف پسند قاری ایمان سے امام احمد رضا کی محبت وحرمت کی شہادت دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تقربوا الی اللّٰه ببغض اهل المعاصی والقوهم بوجوهٍ مکفهرةٍ والتمسوا رضا الله بسخطهم وتقرّبوا الیٰ اللّٰه بالتباعد عنهم اللہ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کے بغض سے اوران سے ترش رو ہو کر ملو، اللہ کی رضامندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو، اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری میں چاہو۔ امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

جب فساق کی نسبت یہ احکام ہیں تو مبتدعین کا کیا پوچھنا ہے کہ یہ تو فساق سے ہزار درجہ بدتر ہیں، اُن کی نافرمانی فروع میں ہے، اِن کی اصول میں، وہ گناہ کرتے اور اسے برا جانتے ہیں، یہ اُس سے اشد واعظم میں مبتلا اور اُسے عین حق وہدیٰ جانتے ہیں، وہ گاہ گاہ نادم ومستغفر، یہ گاہ وبے گاہ مصر ومتکبر، وہ جب اپنے دل کی طرف رجوع لاتے ہیں اپنے آپ کو حقیر وبدکار اور صلحا کو عزیز ومقرب دربار بناتے ہیں، یہ جتنا غلو وتوغل بڑھاتے ہیں اتنا ہی اپنے نفس مغرور کو اعلیٰ وبالا اور اہلِ حق وہدایت کو ذلیل وپُر خطا ٹھہراتے ہیں، لہٰذا حدیث میں ان کی نسبت بدترین خلق وارد ہوا۔ (مرجع سابق، ص: ۲۳، فتاویٰ رضویہ: ۳/۲۹۴)

بدعتی کی صحبت کے متعلق حدیث شریف میں ہے: من وقر صاحب بدعةٍ اعان علیٰ هدم الاسلام. (شعب الایمان: ۳/۶۱، رقم: ۹۴۶۴) جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی...... عاشقِ رسول؛ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: الحذر الحذر! کہ ان مصائب کا تحمل محال ہے اوران بلاؤں کے اُٹھانے کی کسے مجال، عزیز اللہ سے اپنے نفس کو دوزخ و غضب الٰہی سے خریدلو اور شرار الخلق واعداء الخلق کا ساتھ نہ دو، خدا جانے تمہیں ان ہولناک آفتوں میں کیا میٹھا معلوم ہوتا ہے کہ جب ان سے ڈرائے جاتے ہو؛ ترش رو ہوتے اور تلخی کے ساتھ بدمزگی

ظاہر کرتے ہو۔ (مطلع القمرین، ص:۱۶۴)

ذیل میں فتاویٰ رضویہ سے ایک فتویٰ پیش کیا جارہا ہے جو آج کے حالات کے تناظر میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی فکر وبصیرت کے حوالے سے نہایت مفید معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ آج ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کو وہابی اور بدمذہب کہہ دیا جاتا ہے، عقائد ومعمولاتِ اہلِ سنت کی تحقیق کیے بغیر بد مذہبی کا حکم لگا دیا جاتا ہے، یہ صالح فکر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی فکر سے دور رکھے، یہ بات میں عوام کے لئے لکھ رہا ہوں، تاکہ ہماری عوام ایسی باتیں کہنے سے اپنے آپ کو بچائے۔امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ زید بہت پکا سنی ہے؛ اہلِ سنت کے طریقے پر قدم بقدم چلتا ہے؛ ایک ذرہ بھی وہابیت کا نقص نہیں پایا جاتا؛ وہابیوں سے متنفر رہتا ہے، الغرض عقائد میں کسی قسم کی خرابی نہیں، ایسے شخص کو بکر وہابی و کافر کہتا ہے چونکہ بکر نے زید کو بوقتِ اذان حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک پر انگشت کا بوسہ لیتے ہوئے اور درود شریف بلند آواز سے پڑھتے ہوئے نہ دیکھا، زید کہتا ہے کہ اذان کا جواب دینا اور درود شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے وقت دل میں پڑھنا چاہیے لہٰذا میں دل میں پڑھتا ہوں اور اذان کا جواب بھی دیتا ہوں، اور زید انگشت چومنے سے بھی انکار نہیں کرتا ہے، زید کے عقائد کی حالت بھی مذکور ہے اس صورت میں بکر کا زید کو کافر یا وہابی کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں ہے تو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بکر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: اگر یہ بیان واقعی ہے تو زید کو وہابی کہنا جائز نہیں، اور اسے خارج از اسلام ٹھہرانا سخت اشد کبیرہ ہے بکر پر توبہ فرض ہے، اور اس وقت درود شریف دل میں پڑھنے سے اگر زید کی مراد یہ ہے کہ زبان سے نہ پڑھی جائے تو غلط ہے، زبان سے پڑھنا لازم ہے اور باآواز ہونا مستحب ہے کہ اوروں کو بھی ترغیب وتذکیر ہو اور اس پر درود شریف نہ پڑھنے کی بدگمانی نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ص:۴۰۲، جلد۲)

**ایک غلط فہمی کا ازالہ:** حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ حاشیۂ فتاویٰ رضویہ کے اندر حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: دھوکہ دیتے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس محض کفر کا افترا کرتے ہیں، کہتے ہیں امام نے فرمایا ہے جس میں ۹۹ ر باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی ایسا شخص مسلمان ہے کافر نہیں، ادنیٰ سمجھ والا ہر مسلمان سے انصاف طلب، کہاں تو یہ باطل، فاضح اور کہاں وہ حق واضح، کیسا اندھیر ہے، کیا جو ۱۰۰ ر سجدے روز کرے ۹۹ ر بت کو ایک اللہ کو، وہ کسی مسلمان کے نزدیک بھی مسلمان ہوگا نہ کہ امام اعظم کے نزدیک۔ اعلیٰ حضرت

Scanned by CamScanner

سیدنا الوالد الماجد قدس سرہٗ کے اس رسالۂ مبارکہ پر جو مسلمان نظر کرے گا وہ مفتریوں کے اس افترا پر کہ اعلیٰ حضرت کے پاس کفر کی مشین ہے سب کو کافر کہہ دیتے ہیں، پیہم ...... کرے گا، یہاں سے واضح ہوا کہ حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کس قدر تکفیر میں احتیاط فرماتے، جن کی انہوں نے تکفیر فرمائی وہ بے شک ایسے ہی ہیں کہ ان کے کلام میں کمزور سے کمزور تاویل بھی نہیں، اللہ اکبر! ان باحیا وہابی صاحبوں کی غیرت لائق تماشہ ہے خود تو بات بات پر مسلمانوں کو کافر ومشرک بتائیں جہاں کوئی کفر بھی نہ ہو وہاں کھلی تکفیر کرائیں...... (حاشیۂ فتاویٰ رضویہ، ص: ۵۹۷، جلد ۵)

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکفیر مسلمین کے الزام کا جواب دیتے ہوئے اپنے فتاویٰ مصطفویہ میں مزید لکھتے ہیں: ذرا آنکھیں کھول، دل دماغ حاضر رکھ کر پڑھنے کی کوشش کیجئے کہ امام احمد رضا نے دربارۂ حکم تکفیر میں کس قدر احتیاط کے دامن کو تھام کر لاکھوں مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کو بچایا ہے اور صرف ضروریاتِ دین کے (چند) منکروں کو کافر بتایا ہے، یہ بات محقق ہے کہ کسی بھی ضروریاتِ دینی میں سے ایک کا منکر بھی کافر ہے۔ درمختار میں ہے: وان انکر بعض ماعلم من الدین ضرورۃ کفر بہا فلا یصح اقتداء بہ اصلا (درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۱/ ۳۰۰، ۳۰۱، دارالفکر) فتاویٰ رضویہ میں ہے: مسلمانانِ اہلِ سنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریاتِ دین میں سے کسی شئ کا منکر ہو، یا اللہ عزوجل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توہین کرے، غرض کوئی قول یا فعل نافی ومنافی ایمان وقطعاً قاطع اسلام کرے، وہ کافر ہے۔ اگرچہ لاکھ کلمہ گو، نمازی، روزہ دار ہو۔ (فتاویٰ رضویہ: ۱۱/ ۶۰) مزید امام اہلِ سنت قدس سرہٗ لکھتے ہیں: ضروریاتِ دین کا جس طرح انکار کفر ہے یونہی اُن میں شک وشبہہ اور احتمالِ خلاف ماننا بھی کفر ہے، یونہی اُن کے منکر یا اُن میں شاک کو مسلمان کہنا یا اُسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ۶/ ۵۹، ۶۰) مزید لکھتے ہیں: مسلمانو! اصل مدارِ ایمان ضروریاتِ دین ہیں، اور ضروریاتِ دین اپنی ذاتی روشن، بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اگر بالخصوص اُن پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی اُن کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر۔ (فتاویٰ رضویہ: ۱۰/ ۵۲۶، رضا اکیڈمی، ممبئی)

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ لکھتے ہیں: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر یہ گندا افترا ہے کہ انہوں نے معاذ اللہ کئی ہزار مسلمانوں کو کافر بنا دیا، یہ اُن لوگوں کا پروپیگنڈا ہے جو اپنے کفروں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنے واضح کفریات کی بنا پر علمائے عرب وعجم کی تکفیر کو بے اعتبار کرنا چاہتے ہیں، یہ شخص جس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی نسبت یہ کہا یا تو خود ان میں کا ایک ہے یا ان کا دام اُفتادہ، اُن کا

فریب خوردہ، یہ سب مل کر پوری کوشش سے کسی ایک شخص کا نام لیں کہ فلاں شخص کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے کافر بنایا ہے، ہزار تو در کنار۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اُن لوگوں کی تکفیر کی ہے جنہوں نے جنت و دوزخ کا انکار کیا، فرشتوں اور شیاطین کا انکار کیا، نماز روزہ کا انکار کیا، اور وہ جنہوں نے اللہ و رسول کی کھلی کھلی توہینیں کیں، اس سُبُّوحٌ قُدُّوس جل مجدہٗ کو عیبی جانا، جھوٹ جیسے عیب کو اُس سے واقع مانا، چوری، شراب خوری، جہل و ظلم جیسے عیوب کا اُس پاک ذات پر دھبا لگایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم عظیم سے شیطان لعین کے علم کو وسیع بتایا، شیطاں کے لئے علم غیب نص سے ثابت مانا اور حضور کے لئے ماننے کو شرک بتایا، یوں یا شیطان کو غیر خدا نہ جانا یا اپنے منہ شیطان کے لئے علم غیب مان کر مشرک ہوا، اور شرک کو نص سے ثابت جانا، اور جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کے بارے میں یہ لکھا: کہ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔ (معاذ اللہ) اور وہ جس نے حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کی تجویز کی، اور قرآن پر بے ربطی کی تہمت لگائی، حضور کے بعد بلکہ حضور کے زمانہ میں کہیں کوئی نبی پیدا ہونے سے ختم نبوت میں کوئی خلل نہ جانا، خاتم النبیین کے نئے معنیٰ گھڑے اور جو معنیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور آج تک تمام مسلمان سمجھتے رہے اُسے خیالِ عوام ٹھہرایا اور اُسے صحیح نہ جانا، اور وہ جنہوں نے اپنی نبوت ادعا کیا، اور جو ان جھوٹے مدعیوں کو نبی مانتے یا مجدد جانتے یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی اور نبی کی توہینیں کیں ہیں یا اُن کی نبوت سے انکار کیا ہے اور محض مقدس بھاری واعظ اور ایک مصلح جانا ہے۔ اور وہ جنہوں نے مولیٰ علی کو خدا مانا، یا خدا کو اُن میں رَمَا ہوا ٹھہرایا یا حضرات اہل بیت کرام کو سوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل جانا، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلط کار اور خائن ٹھہرایا، یا غیر نبی مولیٰ علی کو نبوت کا اہل، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی الانبیاء کو نبوت کے لائق نہ جانا، جن کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت بھیجی تو اللہ نے مولیٰ علی کو تھی اور جبرئیل غلطی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے گئے۔ اور وہ جنہوں نے اس قرآن کو دخل بشری سے محفوظ نہ جانا، بیاض عثمانی ٹھہرایا، یا ناقص بتایا، جنہوں نے خدا پر یہ عیب لگایا کہ وہ حکم دے کر پچھتا تا ہے، وغیرہ وغیرہ کفریات۔ اور وہ جن کا یہ عقیدہ ہے جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے کیسے گندے گھنونے کفری عقیدہ رکھتا ہو مسلمان، اور وہ جو گاندھی کی آندھی میں اڑے، جنہوں نے کھلے کھلے الفاظ کفریہ بکے، اور افعالِ کفریہ کئے۔

یونہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ہر اُس شخص کی تکفیر کی ہے جو ضروریاتِ دین سے کسی ضروری دینی کا منکر ہو، اُن کے سوا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کسے کافر کہا ہے؟............ یہ دیوبندی

Scanned by CamScanner

لوگوں کا پروپیگنڈا ہے، محض اس لئے کہ اُن کی حق تکفیر لوگوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جائے، اُن لوگوں کے نزدیک کفر کرنا عیب نہیں، کافر کو کافر کہنا عیب ہے۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ہم ابھی آگے چل کر ثابت کریں گے کہ یہ جھوٹے مفتری دیوبندی جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر تکفیر مسلمین کا جھوٹا افترا کرتے ہیں خود واقعی تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک جانتے ہیں، یونہی اُن لوگوں کی بھی جو ضروریات دین کے منکر ہوں تو یہ تکفیر کا رونا رونے والے اپنے طور پر کئی لاکھ یا کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر کہہ چکے ہیں۔ وہابی کی بناء مذہب ہی مسلمانوں کی تکفیر اور مشرک گری ہے، اُن کے نزدیک شرک امورِ عامہ سے ہے جس سے کوئی موجود خالی نہیں، اُن کے شرک [کی] بوچھاریں یہی نہیں کہ تمام زندہ، مردہ مسلمانوں ہی پر پڑی ہیں اور اُن کا شرک عالم گیر شرک ہے، بلکہ معاذ اللہ، اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی اُن کا حکم شرک جاری ہے، اِس کی بحث جمیل اور اِس کے ثبوت جلیل دیکھنی ہوں تو رسالہ مبارکہ 'اکمال الطامہ علیٰ شرک سوی بالامور العامہ' دیکھیں۔ (فتاویٰ مصطفویہ، ص: ۲۵۸ تا ۲۶۰، رضا اکیڈمی ممبئی)

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا کے یہاں تشدد نام کی کوئی چیز نہیں، تشدد کہاں اور کن کی کتابوں میں ہے مجھ سے نہیں خواجہ حسن نظامی کی زبانی سنئے، موصوف لکھتے ہیں: مولانا احمد رضا صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہیے ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے وہ بہت جلد کفر کا فتویٰ دوسروں پر لگا دیتے ہیں مگر شاید ان لوگوں نے مولانا اسمٰعیل دہلوی اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھیں جن کو سالہا سال سے صوفیائے کرام برداشت کر رہے ہیں، ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے اس کے مقابلے میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے، جماعتِ صوفیا علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا بہادر، صف شکن اور سیف اللہ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔ (سہ ماہی افکار رضا، اپریل تا جون ۲۰۰۶ء، ممبئی)

اب بھی اگر آپ کے دل کو سکون نہ ہوا ہو تو امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ پُر درد بیان پڑھ لیجئے سکون مل جائے گا اور یہ الزام کہ امام احمد رضا متشدد تھے؛ یکسر ہوا ہو جائے گا، دل پر ہاتھ رکھ کر یہ اقتباس پڑھئے اور بار بار پڑھئے، ایک دن تمہارا دل ضرور چوٹ کھائے گا، جس میں امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ سنت و جماعت کی پیروی واتباع اور اہلِ بدعت وضلالت سے بیزاری و دوری کا درسِ محبت دیا ہے، امام موصوف لکھتے ہیں: جانِ برادر! میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان

عزیزوں کو خوابِ غفلت سے جگاؤں اوران کے اقوالِ باطلہ کی شناعت بائلہ انہیں جتاؤں کہ او بے پروا بکریو! کس نیند سورہی ہو، گلہ دور پہونچا، سورج ڈھلنے پر آیا، گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان پر تھپک رہا ہے کہ ذرا جھپٹا اور اپنا کام کرے، چوپایوں میں تمہاری بیجا ہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے: بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے خارج ہیں، بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے ہمیں کچھ کام نہیں اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنے خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتا، ہیہات، ہیہات! ہیہات! اس بے ہوشی کی نیند، اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو، واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلے کی بکری تھی حقیقی بھیڑیے نے جب سے اسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنالیا اب وہ بھی لئے دئے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑیوں کو لگا کر لے جاتا ہے۔ للہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہوان گرگ ونائب گرگ سے بھاگو، جیسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ " يدالله علىٰ الجماعة" (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے)

اوراس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو، اور مرغزار جنت میں بے خوف پھرو، اے رب میرے ہدایت فرما، آمین (سبحان السبوح، ص:۱۳۴/ فتاویٰ رضویہ: ۲۶۵/۶)

اسی میں "التماس ہدایت اساس" کے عنوان سے امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سخن پروری وبحکم دستور تعصب وخودسری اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی، قبول وانصاف کو کام فرمائیں گی تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حمیتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حمایتیں ہمت پر آئیں گی و حسبنا الله ونعم الوكيل نعم المولىٰ ونعم الكفيل (ہمارے لئے اللہ کافی اور وہ سب سے بڑا کارساز، سب سے بہتر آقا اور سب سے بہتر کفالت فرمانے والا ہے) یہ سب کچھ قبول، کھسیانا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر " اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ " (میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں) حق اسلام یاد دلا کر اتنا مامول کہ چند ساعت کے لئے تعصب ونفسانیت کو راہ بتائیں، مثنیٰ وفرادیٰ، تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں اگر کلام خصم حق وصواب ہو تو، للہ! حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا: سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقٰى (عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا) اے میرے پیارے بھائیو! کلمۂ اسلام کے ہمرائیو!

Scanned by CamScanner

اگر چہ نفسِ امارہ، رہزنِ عیارہ اور شیطان لعین اوراس کا معین، ولہٰذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار، مگر واللہ! ''وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ'' (اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرتو اسے اورضد چڑھے گناہ کی) کی آفت سخت شدید، ''اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ'' (کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں) خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ، خلق کا کیا کیا پاس خالق سے شرماؤ، کچھ دیکھا بھی کس پر امکانِ کذب کی تہمت دھرتے ہو؟ کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو؟ العظمۃ للہ! ارے وہ خدا ہے جو سب خوبیوں والا، ہر عیب ونقصان سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں منہ ڈالو، جس نے زبان عطا فرمائی اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو، وائے بے انصافی! تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں نہ رہو اور ملک وجبار، واحد وقہار کا جھوٹا ہونا ممکن کہو، یہ کون سی دیانت ہے؟ کیا انصاف ہے؟ اس پر یہ قہر اصرار یہ بلا اعتساب ہے، اے طائفۂ حائفہ، اے قوم مفتون! مانو تو ایک تدبیر تمہیں بتاؤں، میرا رسالہ (سبحان السبوح) تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو، ان دو سو دلائل واعتراضات کو ایک ایک کر کے انصاف سے پرکھو، فرض کردم کہ دو سو میں سے استحالۂ کذبِ الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمہارے خیال اور تمہارے امام (اسمٰعیل دہلوی) کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال وقیل باقی رہ گیا، باقی سب تم نے جواب دے لیا، تو جانِ برادر! احقاقِ حق کو ایک دلیل کافی، ابطال باطل کو ایک اعتراض وافی، نہ کہ دلائلِ باہرہ، اعتراضاتِ قاہرہ صد ہا سنو اور ایک نہ گنو، دل میں جانتے جاؤ کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب، مگر ماننے کی قسم، توبہ کی آن بلکہ اُلٹے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی، نشۂ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا، خدا کے حضور سوال وجواب تو نہ ہوگا، اے رب میرے ہدایت فرما اور ان لجیلی آنکھوں کو کچھ تو شرما۔

اے کہ درساختۂ قطرۂ بارانی را  می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول

اے اللہ! تو میرے آنسوؤں کو حُسنِ قبول دے سکتا ہے جیسا کہ تو بارش کے قطرہ کو موتی بنا دیتا ہے۔ (مرجع سابق، ص: ۱۵۱،۱۵۲/ فتاویٰ رضویہ: ۲۷۳/۶)

نہ جانے تشدد کس بَلا کا نام ہے جو ان غیر مفید دانشوروں کو امام احمد رضا کی تحریروں میں نظر آتا ہے، آپ نے ابھی ملاحظہ کیا کہ وہ کس خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھ وہابیہ کے کذبِ باری تعالیٰ کے باطل وفاسد عقیدے پر عقلی ونقلی دلائل سے اس کا رد وابطال فرماتے ہوئے انہیں غیرت دلا رہے تھے، کہ سوچو! تم کسے جھوٹا اور عیب دار بتا رہے ہو جو سب عیبوں سے پاک ہے، سب کا خالق ومالک ہے، جو ہر نقص وکمی سے منزہ ہے، کیا ایک سچا پکا مسلمان کبھی اس چیز کو برداشت کرسکتا ہے کہ اس کے

معبودِ حقیقی کو کوئی بدطینت جھوٹا اور عیب والا کہے اور وہ خاموش تماشائی بنا کھڑا رہے، کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرسکتا ہے کہ کوئی اس کے ماں باپ، بھائی بہن کو اول فول بکے اور وہ چپ سادھ لے، جب یہ منظر نگاہوں کو برداشت نہیں تو کیا کوئی بے ادب و گستاخ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہے، ہمارے معبود کو عیب لگائے، اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹائے، انہیں مر کر مٹی میں ملنے والا کہے تو کیا ہماری ایمانی غیرت وحمیت اس کو برداشت کرسکتی ہے؟ اے عقل مندو! اے دانشورو! تمہیں کیا ہو گیا جب امام احمد رضا نے ان بے ادبوں کی گستاخیاں، بے ادبیاں جو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب کی بارگاہ میں تھیں ان کی سخت گرفت فرمائی تو تم نے انہیں متشدّد گردانا، سخت گیر کہا، لعنت ہے تمہاری ایسی سوچ وفکر پر، یہ کیا دانشوری ہے کہ برائی و بے ادبی کے خلاف آوازِ حق اُٹھانا بھی جرم، ہائے افسوس! اللہ ایسے ضعیف الایمان لوگوں کو ایمانِ کامل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ بار بار جان برادر! اے عزیز! پیارے بھائیو! کہنے والا بھی متشدِّد! اور مسلمانوں کو بات بات پر کافر ومشرک اور بدعتی کہنے والے حضرات مصلح ومسلمان! اے میرے اللہ یہ دورنگی اور طرفہ خیالی چہ معنی دارد؟ ایک شخص جو مسلمانوں کو بدعت وضلالت، گستاخی و بے ادبی کی راہ سے بچاتا ہے متشدِّد ہے اور وہ حضرات جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو کافر ومشرک بناتے ہیں؛ خیر خواہ اور ہم درد ہیں۔ الامان والحفیظ۔

**کفریہ اقوال پر ایمانی ضربیں:** آپ نے پڑھ کر جب اچھی طرح جان لیا کہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدمذہبوں، گستاخوں سے کوئی ذاتی عناد وتعصب نہ تھا تو اب چند وہ گستاخانہ تحریریں بھی بغور پڑھ لیں جن کی بنا پر آپ نے ان کا سخت نوٹس لیا اور ان کی گستاخی و بے ادبی اور کفر کو طشت از بام کیا، یہ صرف ان کا ہی نہیں بلکہ ہر ایک مومنِ کامل کا فرض اور اس کی ذمہ داری ہے کہ ایسی توہین وتنقیص کا ردو تعاقب کرے اور اپنے ایمانی جوش وجذبہ کا اظہار کرے؛ جسے امام احمد رضا نے کر دکھایا، ذیل میں چند گستاخانہ عبارات پر امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عاشقانہ وعارفانہ ایرادات پیش کئے جارہے ہیں، جنہیں پڑھ کر آپ کا ذوقِ سلیم خود پکار پکار کر کہے گا کہ واقعی ایسے لوگ کسی بھی رو رعایت کے قابل نہیں ہیں جنہوں نے خدا اور رسول اور صحابہ واولیا کی شان میں ایسے بدتہذیبی و بے ادبی اور گستاخی کے بول لکھے اور چھاپے ہیں، اب جگر تھام کر بیٹھئے اور ان باتوں کو پڑھئے جن سے دور سے بھی ایمانی خوشبو محسوس نہیں ہوتی اسی لئے تو امام احمد رضا نے ان کی گستاخی سے امتِ محمدیہ کو آگاہ وخبردار کیا۔

**تقویۃ الایمان (اسمٰعیل دہلوی) میں ہے:** ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام

Scanned by CamScanner

ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے، چمار کا تو کیا ذکر ہے۔ (ص:۱۹)

اب اس گستاخ قلم کی جسارت پر امام احمد رضا کا جوشِ ایمانی ملاحظہ کریں، لکھتے ہیں: مسلمانو! ایمان سے کہنا حضرات انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسے کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو، شاید اس شخص نے اور طائفہ کی نسبت سچ ہی کہا تھا کہ پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا کہ ان میں کوئی ایسا بھی نہ رہا جس کے دل میں دانۂ خردل کے برابر ایمان ہو، اور حضرات انبیا سے اسے کچھ کام نہ ہونا بہت ٹھیک ہے کہ جب اس کے اس میلے گندے مذہب میں ان کا ماننا ہی روا نہیں بلکہ کفر ہے، تو دین تو یوں گیا، اور دنیا جو ایسوں کی غایت مرام اور مبلغ علم ہے اس میں کسی نبی کی سرکار سے ٹکا مہینہ جمعہ کی روٹی ملنے کی بھی امید نہیں تو زوالِ دنیا کے ایسے کمانے والے پوتوں کو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے کام ہونے کا کیا باعث۔" (الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ، ص:۲۹)

صراط مستقیم (اسمٰعیل دہلوی) میں ہے: بمقتضائے ظلمٰت بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر ست، وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند، بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود ست، کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدا، اے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد۔ (ص:۹۵)

"ظلمات بعضہا فوق بعض کی بنا پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال کرنا بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گنا بدتر ہے، کیوں کہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے، بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم، بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے، اور یہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے"......امام احمد رضا ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے وہ کیوں کر خاموش رہ سکتے تھے، وہ تو یہی چاہتے تھے کہ لوگ انہیں کچھ بھی کہیں مگر ان کے سرکار اور تاج دار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ نہ کہیں، اس کفریہ اور شرکیہ بول پر اپنی غیرتِ ایمانی کو جوش دیتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں: مسلمانو! مسلمانو! خدارا ان

ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمات بالائے ظلمات ہے، کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے، اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدر جہا برا ہے، ہاں! واقعی رنڈی نے تو دل نہ دُکھایا، گدھے نے تو کوئی اندرونی صدمہ نہ پہونچایا، نیچا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دِکھایا، کہ قرآن عظیم میں وخـاتـم النبیین پڑھ کر تازی ہنوتو کا دربار جلایا، ان کا خیال آنا کیوں نہ قہر ہو ان کی طرف سے دلوں میں کیوں نہ زہر ہو، مسلمانو! اللہ انصاف! کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان وقلم سے نکلنے کا ہے، حاش للہ! پادریوں، پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں، مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے ناپاک کھلے لفظ تمہارے پیارے نبی، تمہارے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں کہ انہیں مواخذۂ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سَبّ وَ دُشنام کے لفظ لکھ دیے، اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم وعذابِ الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا، مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی؟ یا مطلع ہو کر ان سے اُنہیں ایذا نہ پہونچی، ہاں! واللہ واللہ! اُنہیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ! انہیں ایذا پہونچی، واللہ واللہ! جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا وآخرت میں اللہ جبار وقہار کی لعنت، اُس کے لئے سخت کا عذابِ شدید کی عقوبت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا و آخرت میں، اور ان کے لئے بنا رکھا ہے ذلت والا عذاب۔ (مرجع سابق، ص: ۳۰) مسلمانو! ذرا اس ناپاک وجہ کو تو خیال کرو (خاکش بدہن) یہ بدر جہا بدتر ہونا اِسی لئے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آیا تو عظمت کے ساتھ آئے گا اور گدھے کا حقارت سے، تو نماز میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور آنا اِس شرک پسند کے نزدیک شرک تک پہونچائے گا۔ اقول: الحمد للہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تو رفیع الدرجات ذوالعرش جل وعلا کی بنائی ہوئی ہے، کسی کافر یا کافر منش کے مٹائے نہ مٹے گی، چودھویں رات کے چاند کا چمکتا نور کہیں کتوں کے بھونکنے سے کم ہوا ہے۔

مہ فشاند نور وسگ عوعو کند | ہر کسے بر خلقت خودی تند

چاند نور پھیلا رہا ہے اور کتا عوعو کرتا ہے، ہر ایک اپنی اپنی فطرت ظاہر کرتا ہے۔

Scanned by CamScanner

اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا موجب شرک، کہ جب وہ آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا مگر واللہ العظیم کہ شریعتِ رب العرش الکریم میں نماز بے ان کے خیالِ باعظمت وجلال کے ناقص ہے، اس سے کہو کہ اپنے شریکوں کو جمع کرے اور قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے، کہ تو نے کیوں ایسی شریعت بھیجی جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی، اور اس میں السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، اشھدان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ پڑھنا، عرض کرنا لازم کیا، مسلمانو! کیا ان کے پڑھنے کا حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا، بے شک ہوا اور واقعی اُن کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا عظمت وجلال ہی کے ساتھ آئے گا کہ اُس کا تصور اُن کے پاک مبارک تصور کو لازم: بین بالمعنی الاخص ہے، اور عرضِ سلام تو خاص بغرض ذکر واکرام ہی ہے تو یہاں نہ صرف اُن کے خیال بلکہ خاص نماز میں اُن کے ذکر وتکریم کا حکم صریح ہے، ولکن المنفقین لایعلمون (مرجع سابق، ص: ۳۴، ۳۵)

تقویۃ الایمان میں ہے: حاجتیں بر لانی اللہ ہی کی شان ہے: کسی انبیا اولیا کی یہ شان نہیں، جو کسی کو مصیبت کے وقت پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے- اسی میں لکھا: جو کوئی انبیا اولیا کی اس قسم کی تعظیم کرے، مشکل کے وقت ان کو پکارے اِن باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے، ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن وحدیث میں ذکر ہے..... اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہونچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (۱۰، ۱۲، ۲۹)

اس کفریہ بول کے متعلق امام احمد رضا لکھتے ہیں: حضرات اولیا وانبیا علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو ناکارہ لوگ کہا، کیا یہ اُن کی جناب میں کھلی گستاخی نہیں، کیا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفرِ خالص نہیں، جس کی تفصیل شفا شریف اور اسی کی شروح وغیرہا کتب ائمہ میں ہے۔ (مرجع سابق، ص ۲۹)

مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً اہلِ ایمان کے نزدیک دونوں حرم ہیں جن کی حرمت وعزت احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے: ہر ایک مسلمان دل وجان سے اُن کی حرمت و عظمت کو تسلیم کرتا ہے، اسی لئے وہاں کے در ودیوار، میدان وبیابان، صحرا وجنگلات کا ادب واحترام بجا لاتا ہے، مگر وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک مدینہ شریف کے جنگلات وصحرا کا اُسی طرح ادب کرنا جس طرح مکہ شریف کے جنگلات کا ادب واحترام کیا جاتا ہے، شرک ہے، جناب کے قلم کی جسارت وگستاخی دیکھئے، لکھتے ہیں: گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیر، پیغمبر یا بھوت وپری کے

مکانوں کے گردو پیش کے جنگل کا ادب کرے سو اُس پر شرک ثابت ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۱۹)

شرک شرک کی رَٹ لگانے والے اِس گستاخ و بے ادب و بے باک اور آزاد قلم کی جسارت پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت، عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے قلمِ حق رقم کا ایمانی تیور ملاحظہ کیجئے، آپ لکھتے ہیں: کیوں نہ ہم کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب، ملعون مشرب اِسی لئے نکلا ہے کہ اللہ و رسول تک شرک کا حکم پہونچائے، پھر اور کسی کی کیا گنتی؟ تُف ہزار بر روئے بد دینی، اب دیکھنا ہے کہ اِس امام بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنے کی کچھ لاج رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار درودیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے ادب داں غلاموں پر۔

تنبیہ نبیہ! مسلمانو! صرف یہی نہ سمجھنا کہ اِس گمراہ امام طائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور پُر نور مالک الامم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے، نہیں نہیں بلکہ اُس کے مذہب میں جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لئے مدینہ طیبہ کو چلے اگر چہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہابیت کے شدِّ رحال کا ماتھا نہ ٹھنکے) اُس پر راستے میں بے ادبیاں، بے ہودگیاں کرتے چلنا فرضِ عین و جزوِ ایمان ہے، یہاں تک کہ اگر اپنے مالک و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و جلال کے خیال سے باادب مہذب بن کر چلے گا اُس کے نزدیک مشرک ہو جائے گا، اُسی کتاب ضلالت مآب (تقویۃ الایمان) کے اُسی مقام میں رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے بچنا بھی اِنہیں امور میں گنادیا جنہیں خدا پر افترا کر کے کہتا ہے: یہ سب کام اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کے لئے کرے اُس پر شرک ثابت ہے۔ (ص:۱۹) سبحان اللہ! نامعقول باتیں کرنا بھی جزوِ ایمانِ نجدیہ ہے، بلکہ سچ پوچھو تو اُن کا تمام ایمان اِسی قدر، وہ تو خیر یہ ہوگئی کہ مجتہد الطائفہ کو یہ عبارت لکھتے وقت آیۂ کریمہ " فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ " پوری یاد نہ آئی ورنہ راہِ مدینہ میں فسق و فجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا، وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے مشرک ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلیّ العظیم.

لطیفۂ حقہ! حضرات نجدیہ خدارا انصاف! کیا افعال عبادت سے بچنا انبیا و اولیا ہی کے معاملہ سے خاص ہے؟ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز؟ نہیں نہیں، جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستے میں لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ماتا رگڑتے

Scanned by CamScanner

چلا کیجئے ورنہ دیکھو کھلم کھلا مشرک ہو جاؤ گے، ہرگز مغفرت کی بو نہ پاؤ گے کہ تم نے غیر حج کی راہ میں اِنؔ باتوں سے بچ کر وہ کام کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتایا تھا، اور اِس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے، جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلا وجہ ہے تو فسوق بھی حاضر اور رفث کے معنیٰ ہر نامعقول بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل، ایک ہی بات میں ایمان نجدیت کے تین رکن کامل۔ ولاحول و لاقوۃ الّا باللّٰہ العلیّ العظیم. الحمد للہ! خامۂ برق بار رضا خرمن سوز ہی نجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے، والحمد للہ ربّ العالمین۔

(منیۃ اللّبیب انّ التشریع بید الحبیب، ص: ۱۸ تا ۲۰/ الامن و العُلیٰ، ص: ۱۲۳،۱۲۴)

وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا کہ: پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں، غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں، فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے۔ اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کاموں پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے، دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں، انبیا میں اِس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو، مرادیں پوری کر دیویں یا فتح و شکست دے دیویں یا غنی کر دیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں، اِن باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں، عاجز اور بے اختیار۔ (تقویۃ الایمان)

اے عزیز! ذرا ٹھنڈے دماغ سے غور کر، کہ کس طرح حضور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کو گھٹانے کی نازیبا کوشش کی ہے، اور کیسی کھلی گستاخی کی ہے۔ کیا ایک سچے مومن کا دل ایسی گستاخی اور بے ادبی کو کبھی برداشت کر سکتا ہے کہ اُس کے رسول اور نبی کو ایک عام، بے بس اور مجبور انسان کہا جائے؟ اگر نہیں، تو پھر یہ الزام صرف امام احمد رضا پر کیوں کہ اُنہوں نے وہابیت و نجدیت کا شدت کے ساتھ رد کیا؟ اگر اتنا سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد امام احمد رضا نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی گمراہ کن تحریرات سے عوام اہلِ سنت کو بچایا تو کون سا جرم کیا؟ کیا غلامیِ مصطفیٰ اور عشق و تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر اُنہیں اتنا بھی حق نہیں تھا کہ وہ اِن کھلی گستاخیوں کا پردہ چاک کرتے؟ دیکھ! عقل کے ناخن لے ایسی دریدہ دہنی اور بے ادبی تیری آخرت برباد کر دے گی اور تجھے دُنیا سے بے ایمان ہو کر جانا پڑے گا، نصیحت کے یہ بول تیرے لئے سودمند ہیں، اِس لئے اپنی عقبیٰ کی فکر کر، اور گستاخی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچے دل سے توبہ کر لے، انبیا و اولیا کا دامن مضبوطی سے تھام لے، کیوں کہ اُن کی بارگاہ میں ادنیٰ سی گستاخی و بے ادبی بھی دل سے ایمان صاف کر

دیتی ہے۔اب عاشقِ رسول امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ادب بھرے کلمات سے اپنی نگاہ روشن کر، دیکھ کس محبت کے ساتھ لکھتے ہیں: مسلمانو! اِس گمراہ کے اِن الفاظ کو دیکھو اور اُن آیتوں، حدیثوں سے کہ اب تک گذریں ملاؤ، دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا اور رسول کو جھٹلا رہا ہے، خیر اُسے اُس کی عاقبت کے حوالے کیجئے شکر اُس اکرم الاکرمین کا بجالائیے جس نے ہمیں ایسے کریم، اکرم، دائم الکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا، اُن کے کرم سے امید واثق ہے کہ بعونہٖ تعالیٰ محفوظ بھی رہے۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا　　　　تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

(الامن و العُلیٰ، ص:۱۲۹)

وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ: اُنہوں نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔ (تقویۃ الایمان) عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: مسلمانو! اللہ انصاف یہ اِس کس ناکس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائلِ جلیلہ و خصائصِ جمیلہ و کمالاتِ رفیعہ و درجاتِ منیعہ جن میں زید و عمر کی کیا گنتی انبیا و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصّلاۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یک لخت اُڑا دیے، سب لوگوں سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارۂ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقف ہیں اور لوگ غافل، تو انبیا سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں، اور امتیوں سے بھی امتیاز اُتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہو جائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف و غفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اِس میں منحصر تھا۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. مسلمانو! دیکھا یہ حاصل ہے اُس شخص کے دین کا، یہ پچھلا کلمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُس کے ایمان کا جس پر اُس نے خاتمہ کیا۔ حالانکہ واللہ دربارۂ احکام میں بھی صرف اُتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں، صاحبِ فرمان ہیں، مالکِ افتراض ہیں، والیٔ تحریم ہیں۔ سُن اور سرکش احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تو بھی ہے پھر تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہوئے ہیں، شرع کے محرمات تو نے حرام کر دیے ہیں، جن پر زکاۃ نہیں اُنہیں تو نے معاف کر دیا ہے، شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے، شرع میں تیرے احکام بھی ہیں، اور وہ احکام احکامِ خدا کے مثل مساوی ہیں، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں، خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ لہٰذا فقیر نے صرف اِسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اپنا نیزۂ خارا گذار و آہن گذار اِن گستاخان چشم بند و دہن باز کے دل و جگر کے

پار کردیا۔

ولله الحمد۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب الدین خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بُردہ شریف کے اِس شعر۔

نبینا الآمر الناهی فلا احدٌ      ابرُّ فی قول لاَ منهُ ولا نعم

(ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب امر ونہی تو اُن سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں)

کی شرح میں فرماتے ہیں: معنیٰ نبینا الآمر الخ. انّهُ لا حاکم سواهُ ﷺ فهو حاکمٌ غیر محکوم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب امر ونہی ہونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ حضور حاکم ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(الامن و العُلیٰ، ص:۱۶۱،۱۶۲)

تقویۃ الایمان میں ہے: روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا، اقبال و ادبار دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے، اور کسی انبیا اولیا، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اُس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ اِن کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہوئی خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے۔ (ص:۱۰)

اِس ناپاک اور کفریہ قول کے بارے میں امام احمد رضا لکھتے ہیں: کاش یہ ظالم صرف اِس قدر کہتا کہ جو کسی کو قادر بالذات ومتصرف بالاستقلال سمجھے مشرک ہے تو بے شک حق تھا، مگر یوں مطلب کیا نکلتا؟ کہ یہ معنیٰ تو کسی کی نسبت کسی مسلمان کے خیال میں ہرگز نہیں تو مسلمانوں کو مشرک کیوں کر بناتا، اب غور کیجئے کہ اِس ناپاک وملعون قول پر انبیا وملائکہ سے لے کر اللہ ورسول تک اور اُس کے پیشواؤں سے لے کر خود اُس ظلوم وجہول تک کوئی بھی حکمِ شرک سے نہ بچا۔ (مرجع سابق، ص:۴۱،۴۲)

امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس کتاب (الکوکبۃ الشہابیہ) میں اسمٰعیل دہلوی کے ستر کفریات کا شدید رد فرمایا جس کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ کی، آخر میں بطورِ خلاصہ امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا موقف ومذہب اس طرح لکھتے ہیں: بالجملہ! ماہِ نیم ومہرِ نیم روز کی طرح ظاہر وزاہر کہ اِس فرقۂ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمٰعلیہ اور اُس کے امام نافرجام پر جزمًا قطعًا یقینًا اجماعًا بوُجوہِ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر واعلام کی تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد باجماعِ ائمہ، ان سب پر اپنے تمام کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور ازسرِ نو

کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب، اگرچہ ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب، واللّٰہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتمّ واُحکمُ (مرجع سابق، ص:۶۱،۶۲)...... قارئین محترم! جس بندۂ خدا کی حکم تکفیر میں اِس قدر احتیاط ظاہر و باہر ہوا ُسے مکفر المسلمین کہنا کس قدر دریدہ دہنی ہے؟

براہین قاطعہ (خلیل احمد انبیٹھوی/رشید احمد گنگوہی) میں ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (ص:۴۷)

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: فریاد، اے مسلمانو! فریاد، اے وہ جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوا سے دیکھو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ علم و پختہ کاری میں اونچے پائے پر ہے اور ایمان و معرفت میں ید طولیٰ رکھتا ہے، اور اپنے دُم چھلوں میں قطب اور غوثِ زمانہ کہلاتا ہے کیسی منھ بھر کے گالی دے رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، اور اپنے پیر ابلیس کی وُسعتِ علم پر تو ایمان لاتا ہے، اور وہ جنہیں اللہ عزوجل نے سکھادیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ عزوجل کا فضل اُن پر عظیم ہے، وہ جن کے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور اُنہوں نے ہر چیز پہچان لی اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جان لیا، اور مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے سب جان لیا، اور تمام اگلوں، پچھلوں کا علم اُنہیں حاصل ہوا، جیسا کہ اِن تمام باتوں پر بکثرت احادیث میں تصریح فرمائی، اُن کے حق میں یوں کہتا ہے: کہ اُن کی وسعتِ علم میں کونسی نص ہے...... کیا یہ علمِ ابلیس پر ایمان، اور علمِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ ہوا؟ اور بے شک نسیم الریاض میں فرمایا: کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اُس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹائی، تو وہ گالی دینے والا ہے اور اُس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں، اِس میں ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے اور اِن تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے...... پھر میں کہتا ہوں اللہ کے مہر کر دینے کے اثر دیکھو کیوں کر انکھیارا اندھا ہو جاتا ہے اور راہِ حق چھوڑ کر چوپٹ ہونا پسند کرتا ہے، ابلیس کے لئے تو زمین کے علمِ محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے، حالانکہ شرک تو اِسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو تو وہ تمام جہان میں جس کے لئے ثابت کی جائے

Scanned by CamScanner

یقیناً شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا، تو دیکھو ابلیس لعین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے، شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منتفی ہے پھر غضب الٰہی کا گھٹاٹوپ اُس کی آنکھوں پر دیکھو، علمِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو نص مانگتا ہے اور نص پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی نہ ہو۔ (حُسام الحرَمین علیٰ مُنحرِ الکفرِ والمَین، ص۱۶، مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی ۱۹۹۷ء)

مزید امام اہلِ سنت قدس سرہٗ لکھتے ہیں: اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس پر نہ بڑھایا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعتِ علم پر ایمان نہ لایا؟ مسلمانو! خود اِسی بدگو سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ او علم میں شیطان کے ہمسر، دیکھو! تو وہ برا مانتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ اُسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا، پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی؟ اور اگر وہ اپنی ذات پالنے کو اُس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قطعاً ناگواری مانے گا تو اُسے چھوڑیئے اور کسی معظم سے کہہ دیکھئے اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کچہری میں جا کر آپ کسی حاکم کو اِنہی لفظوں سے تعبیر کرسکتے ہیں؟ دیکھئے! ابھی ابھی کھلا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بے شک ہوئی پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں؟ ضرور ہے اور بالیقین ہے، کیا جس نے شیطان کی وسعتِ علم کو نص سے ثابت مان کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وسعتِ علم ماننے والے کو کہا: تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے، اور کہا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ اُس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے، قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا؟ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ وسعتِ علم ماننی شرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اِتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے، جب تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اُس کا ماننے والا کافر، مشرک ہوا اور اُس نے وہی وسعت، وہی صفت خود اپنے منہ ابلیس کے لئے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرا دیا۔

مسلمانو! کیا یہ اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کی توہین نہ ہوئی؟ ضرور ہوئی، اللہ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اُس کا شریک بنایا، اور وہ بھی کسے؟ ابلیس لعین کو! اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین یوں، کہ ابلیس کا مرتبہ اِتنا بڑھا دیا کہ وہ تو خدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے اور اُس سے ایسے محروم کہ اُن کے لئے ثابت مانو تو مشرک ہو جاؤ؟

مسلمانو! کیا خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔
(تمہید ایمان، ص: ۱۰، ۱۱)

حفظ الایمان (اشرف علی تھانوی) میں ہے: آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اِس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل علم غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علمِ غیب تو زید و عُمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (ص: ۱۵)

عاشقِ رسول: امام اہلِ سنت امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنین و چناں میں، اور کیوں کر اِتنی سی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئی، کہ زید و عُمر و اور اِس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا اُس نے نام لیا اُنہیں غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطورِ ظن حاصل ہوگی، امورِ غیب پر علمِ یقینی تو اصالۃً خاص انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو ملتا ہے، اور غیر انبیا کو جن امورِ غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام ہی کے بتانے سے ملتا ہے، نہ کسی اور کے۔ کیا تو نے اپنے رب کو نہ دیکھا کیسا ارشاد فرماتا ہے: کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کرے، ہاں! اللہ تعالیٰ اُس کے لئے اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چنتا ہے...... اور اُسی نے فرمایا: اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے...... دیکھو اس شخص نے کیسا قرآن عظیم کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھنے بیٹھا کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے؟ ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور، بڑے دغاباز کے دل پر، پھر خیال کرو اُس نے کیوں کر مطلقِ علم اور علمِ مطلق میں حصر کر دیا، اور ایک دو حرف جاننے اور اُن علموں میں جن کے لئے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا، تو اُس کے نزدیک فضیلت اِسی میں مُنحصِر ہوگئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سَلب واجب ہوا ہر اُس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی، مطلق علم کی فضیلت کا سَلب انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام سے واجب ہوا اور علمِ غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اُس کی تقریرِ خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور کے لئے بعض اشیا کو مطلق علم حاصل ہونا اُنہیں علمِ غیب حاصل ہونے سے زائد روشن ہے۔ پھر میں کہتا ہوں ہر گز کبھی تو نہ دیکھے گا کہ کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹائے اور وہ اُن کے رب عز و جل کی تعظیم کرتا ہو، حاشا خدا کی قسم اُن کی شان وہی گھٹائے گا جو اُن کے رب عز و جل کی شان گھٹاتا ہے، جیسا کہ اللہ عز و جل نے

Scanned by CamScanner

فرمایا ہے کہ ظالموں نے قرار واقعی خدا ہی کی قدر نہ پہچانی۔ اس لئے کہ یہ گندی تقریر اگر علم اللہ عز وجل میں جاری ہو تو وہ قدرتِ الٰہی میں بعینہٖ بغیر کسی تکلیف کے جاری ہے، جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی قدرتِ عامہ کا منکر ہو، اُس منکر سے کہ علمِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار رکھتا ہے سیکھ کر یوں کہے کہ اللہ عز وجل کی ذاتِ مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقولِ مسلمانان صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قدرت سے مراد بعض اشیا پر قدرت ہے یا کُل اشیا پر، اگر بعض پر قدرت ہونا مراد ہے تو اس میں اللہ عز وجل کی کیا تخصیص ہے، ایسی قدرت تو زید وعَمر و بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے، اور اگر کُل اشیا پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اُس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے کہ اشیا میں خود ذاتِ باری بھی ہے، اور اُسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں ورنہ تحتِ قدرت ہو جائے گا تو ممکن ہو جائے گا تو واجب نہ رہے گا تو الٰہ نہ رہے گا، تو بدکاری کو دیکھو کیسی ایک دوسرے کی طرف کھینچ لے جاتی ہے اور اللہ کی پناہ جو سارے جہان کا مالک ہے۔ (حسام الحرمین، ص: ۱۸، ۱۹، ۲۰)

مزید عاشقِ رسول: امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی؟ کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اِتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے؟

مسلمان! مسلمان! اے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اِس ناپاک ملعون کے گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گذر سکتا ہے؟ معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اِس شدید گالی میں بھی اُن کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود اُن ہی بدگویوں سے پوچھ! دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں، پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اِتنا ہی علم ہے جتنا سُور کو ہے، تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے، تیرے پیر کو اِسی قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے، یا مختصر طور پر اِتنا ہی ہو کہ او علم میں اُلّو، گدھے، کتے، سُور کے ہم سرو! دیکھو تو وہ اِس میں اپنی اور اپنے استاد، پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں؟ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں، پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ اُن کے حق میں توہین وکسرِ شان ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو، کیا معاذ اللہ اُن کی عظمت ان سے بھی گئی گذری ہے؟ کیا اِسی کا نام ایمان ہے؟ حاش للہ! حاش للہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں، پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی نہیں دیتا؟ کیا اُس

نے اللہ عزّ وجل کے کلام کا صراحۃً رد وابطال نہ کر دیا؟ دیکھو! رب عزّ وجل فرماتا ہے: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا. (سورۂ یوسف:) اے نبی اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

یہاں نہ معلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزّ وجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات ومدائح میں شمار فرمایا، اور فرماتا ہے: وَاِنَّہٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰہُ. (سورۂ یوسف) بے شک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے......اور فرماتا ہے: وَبَشَّرُوْہُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ. (سورۂ عنکبوت) ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصّلاۃ والتسلیم کو ایک علم والے لڑکے اسحاق علیہ الصّلاۃ والسّلام کی بشارت دی......اور فرماتا ہے: وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا. (سورۂ الکہف) ہم نے خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔ وغیرہ آیات جن میں اللہ تعالیٰ علم کو کمالاتِ انبیا علیہم الصّلاۃ والسّلام میں گنا، زید کی جگہ اللہ عزّ وجل کا نام پاک لیجئے اور علم غیب کی جگہ مطلق علم، جس کا ہر چوپائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھئے کہ اُس بدگوئے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر کس طرح کلام اللہ عزّ وجل کا رد کر رہی ہے؟ یعنی یہ بدگو خدا کے مقابل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیا علیہم الصّلاۃ والسّلام کی ذاتِ مقدسہ پر علم کا اطلاق کیا جاتا اگر بقول خدا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اِس علم سے مراد بعض علم ہے یا کُل علوم اگر بعض علوم مراد ہیں تو اِس میں حضور اور دیگر انبیا کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے، کیوں کی ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جائے، پھر اگر خدا اُس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے، جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا لازم ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں، اِس طرح کے اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اُس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے، پس ثابت ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اُس کی اِسی دلیل سے باطل ہیں۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو گالی نہ دی بلکہ اُن کے رب جل وعلا کے کلاموں کو بھی باطل ومردود کر دیا۔

مسلمانو! جس کی جرأت یہاں تک پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے اور ایمان واسلام وانسانیت سب سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے، اُس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رد کرے، باطل

Scanned by CamScanner

بتائے، پسِ پشت ڈالے، زیر پا ملے بلکہ جو یہ سب کچھ کلام اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اِس گالی پر جرأت کر سکے گا، مگر ہاں اُس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اساتذہ میں جاری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیا جواب ہے؟ ہاں! ان بدگویوں سے کہو! کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جاری کی، خود اپنے آپ سے اِس دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم فاضل مولوی ملا چنیں چناں فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے؟ اور حیوانات و بہائم مثلاً کتے سُور کو کوئی ان الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا، اِن مناصب کے باعث آپ کے اتباع واَذناب آپ کی تعظیم وتکریم، توقیر کیوں کرتے، دست و پا پر بوسہ دیتے ہیں، اور جانوروں مثلاً اُلو، گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برتتا؟ اِس کی وجہ کیا ہے؟ کُل علم تو قطعاً آپ صاحبوں کو بھی نہیں اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص؟ ایسا علم تو اُلو، گدھے، کتے، سُور سب کو حاصل ہے تو چاہیے کہ اِن سب کو عالم وفاضل وچنیں وچناں کہا جائے۔ پھر اگر آپ اِس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو علما کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے؟ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، گدھے، کتے، سُور سب کو حاصل ہو، وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا؟ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سُور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

مسلمانو! یوں دریافت کرتے ہی بعونہٖ تعالیٰ صاف کھل جائے گا کہ اِن بدگویوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی، اور اُن کے رب عزّ وجل کے قرآن مجید کو جا بجا کیسا ردو باطل کر دیا۔

مسلمانو! اس بدگو اور اس کے ساتھیوں سے پوچھو ان پر خود ان کے اقرار سے قرآن عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئی یا نہیں؟ (تمہید ایمان، ص ۱۲ تا ۱۴)

تحذیر الناس (قاسم نانوتوی) میں ہے: عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں ''ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین'' فرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اِسی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے، آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض، ایں معنیٰ جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ بالفرض آپ کے

زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اِسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے، اھ ملتقطاً (ص:۱۲)

امام اہلِ سنت امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: مسلمانو! دیکھا اِس ملعون، ناپاک شیطانی قول نے ختمِ نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی، خاتمیت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصّلاۃ والتّحیہ کی وہ تاویل گڑھی کہ خاتمیت خود ہی ختم کر دی، صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصّلاۃ والثناء کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختمِ نبوت کے کچھ منافی نہیں، اللہ! اللہ! جس کفر ملعون کے موجدٗ کو خود قرآن عظیم کا ''وخاتم النبیین'' کا فرمانا نافع نہ ہوا، کما قال تعالیٰ: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا اتارتے ہیں ہم اِس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کو اِس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے۔ اُسے احادیث میں ''خاتم النبیین'' فرمانا کیا کام دے سکتا ہے؟ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ قرآن کے بعد اور کونسی حدیث پر ایمان لائیں گے۔ (جزاء اللّٰہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ، ص:۸۰، ۸۱)

بطورِ خلاصہ امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں، اور بے شک بزازیہ اور دُرَر و غُرَر اور فتاویٰ خیریہ و مجمع الانہر اور دُرِّ مختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا: جو اِن کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے، شفا شریف میں فرمایا: ہم اُسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملتِ اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا اُن کے بارے میں توقف کرے، یا شک لائے، اور بحر الرائق وغیرہ میں فرمایا: جو بد دینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنیٰ رکھتی ہے یا اُس کلام کے کوئی صحیح معنیٰ ہیں اگر اُس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اُس کی تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہو جائے گا، اور امام ابن حجر نے ''کتاب الاعلام'' میں فرمایا: جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اُس بات کو اچھا بتائے یا اُس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ (مرجع سابق، ص:۲۰)

کیا ایسے بے ادب و گستاخ اِس لائق ہیں کہ انہیں مسلمان سمجھا جائے، یہ ایک مومن کامل کا ایمان کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ ہرگز کوئی کامل مسلمان اللہ اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں ایسی کھلی اور کافرانہ گستاخی اور بے ادبی کبھی گوارہ نہیں کر سکتا تو پھر یہ الزام صرف امام احمد رضا ہی پر کیوں کہ انہوں نے اپنے پاس کفر کی مشین لگا رکھی تھی جس کو چاہتے کافر بنا دیتے تھے!

Scanned by CamScanner

یہ الزام سراسر جھوٹ اور فریب ہے، یہ دیکھئے آپ ہی کے دارالعلوم دیو بند کے ناظم تعلیمات شعبۂ تبلیغ جناب مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی اِس فتویٰ کے متعلق کیا لکھتے ہیں، ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر پڑھ جایئے اور امام احمد رضا کی اِس پاکیزہ فکر کو داد دیجئے کہ انہوں نے کتنے مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرمائی ہے۔ جناب لکھتے ہیں: اگر (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیو بند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خاں صاحب پر اُن علمائے دیو بند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (اشد العذاب، ص: ۱۴، بحوالہ فتاویٰ حسام الحرمین، ص: ۷، مقدمہ)

اِسی کو کہتے ہیں "الفضل ماشهدت به الاعداء" فضیلت اُس کو حاصل ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔ جناب! یہ آپ ہی کے دارالعلوم دیو بند کے شعبۂ تبلیغ کے ناظم تعلیمات ہیں اب اُن کی شہادت کے بارے میں کیا کہو گے جنہوں نے دوٹوک لفظوں میں امام احمد رضا کے اِس فتویٰ کی تائید کی، دیکھتے ہیں اب آپ کیا حکم لگاتے ہیں اپنے شیخ اور ناظم تعلیمات صاحب پر!

اب امام احمد رضا قدس سرہٗ کی یہ درد بھری صدا بھی سن لیجئے جو اُنہوں نے مسلمانوں کو بطورِ خیر خواہی اور ہمدردی لگائی ہے، امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: للہ انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں باپ، استاد پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے، شائع کرے، کیا تم اُس کا ساتھ دو گے یا اُس کی بات بنانے کو تاویلیں گڑھو گے یا اُس کے بکنے سے بے پرواہی کر کے اُس سے بدستور صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غیرت، انسانی حمیت، ماں باپ کی عزت حرمت عظمت محبت کا نام نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اِس بدگو دشنامی کی صورت سے نفرت کرو گے، اُس کے سائے سے بھی دور بھاگو گے، اُس کا نام سُن کر غیظ لاؤ گے جو اُس کے لئے بناوٹیں گڑھے اُس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے، پھر خدا کے لئے ماں باپ کو ایک پلہ میں رکھو اور اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت پر ایمان کو دوسرے پلہ میں، اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے، ماں باپ کی محبت وحمایت کو اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وخدمت کے آگے ناچیز جانو گے، تو واجب واجب واجب! لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ اُن کے بدگو سے وہ نفرت ودوری وغیظ وجدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اُس کا ہزارواں حصہ نہ ہو، یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے اِن سات نعمتوں کی بشارت ہے، مسلمانو! تمہارا یہ ذلیل خیر خواہ امید کرتا ہے کہ اللہ واحد وقہار کی اِن آیات اور اِس بیان شافی، واضح البینات کے بعد اِس بارہ میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو، تمہارے ایمان خود ہی اِن بدگویوں سے وہی پاک

مبارک الفاظ بول اٹھیں گے جو تمہارے رب عزوجل نے قرآن عظیم میں تمہارے سکھانے کو قوم ابراہیم علیہ السّلام سے نقل فرمائے، "بے شک تمہارے لئے ابراہیم اور اُس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی ریس ہے، جب وہ اپنی قوم سے بولے بے شک ہم تم سے بیزار ہیں اور اُن سب سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو، ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہوگئی، جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ، بے شک ضرور اُن میں تمہارے لئے عمدہ ریس تھی اُس کے لئے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہو، اور جو منھ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے پرواہ سراہا گیا ہے۔" (تمہید ایمان، ص:۱۷، ۱۸)

امام احمد رضا قدس سرہٗ مسلمانوں کے بہت بڑے خیر خواہ تھے اُن کو کسی سے ذاتی مخاصمت و عداوت نہ تھی جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے علمائے دیوبند (قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی) پر ذاتی تعصب و عناد کی بنا پر کفر کا فتویٰ لگایا، اس بے بنیاد بات سے امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن بالکل پاک ہے جس کی تردید خود آپ کی تحریرات سے عیاں ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

الحمدللہ! اِس فقیر بارگاہِ غالب قدیر عزوجل جلالہٗ کے دل میں کسی شخص سے نہ ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پُرنور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اِس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہّار جل جلالہٗ اور محمد رسول اللہ ماذون و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں اِن "ذیاب فی ثیاب" کے جبّوں، عماموں، مولویت، مشیخیت کے مقدس ناموں قال اللّٰہ، قال الرّسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکار گرگاں خونخوار ہو کر معاذ اللہ سَقَرْ میں نہ گریں، یہ مبارک کام بحمدِ المنامْ اِس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر و فُزُوں تر ہوا، اور ہوتا ہے اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا، "ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" اِس سے زیادہ نہ کچھ مقصود، نہ کسی کی سَبّ و شتم و بہتان و افترا کی پرواہ، میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ" بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر صبر و تقویٰ کرو تو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمدللہ! یہ زبانی ادعا نہیں میری تمام کاروائیاں اِس پر شاہد عدل ہیں، موافق اور مخالف سب

Scanned by CamScanner

دیکھ رہے ہیں کہ امرِ دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلاً پرواہ نہ کی، امتحان فرمالیں، ان شاء اللہ العزیز! ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا، سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے'' کہ عزت سرکار کی حمایت کرو نہ کہ اپنی''، میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افترا کرتے، برا کہتے ہیں اُتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، مُنقَصَت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک اِس میں ہے کہ میری اور میرے آبائے کرام کی آبروئیں عزتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سُپُرد ہیں۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔ (ابحاثِ اخیرہ، ص: ۴۳)

ایذائے مسلمین اسلام میں حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ کسی مسلمان کو نسب کا طعنہ دینا کیسا ہے؟ اور کسی کے نسب پر طعن و تشنیع کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ آپ لکھتے ہیں: کسی مسلمان بلکہ ذمی کافر کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اُس کی دل شکنی ہو، اُسے ایذا پہونچے، شرعاً ناجائز و حرام ہے، اگرچہ بات فی نفسہٖ سچی ہو، فانَّ کلَّ حقٍ صدقٌ ولیس کلُّ صدقٍ حقًا ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں۔ (اراۃ الادب لفاضل النسب، ص: ۵)

بلا تحقیق کسی فعل مسلمین کو بدعتِ شنیعہ کہنا یہ بہت بڑی جرأت اور اسلام کو کمزور کرنا ہے، بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف بدعات کو رواج دیا ہے، ذرا وہ ٹھنڈے دل سے امام احمد رضا کا یہ قول پڑھیں، ان شاء اللہ آنکھیں کھل جائیں گی دل روشن ہو جائیں گے، آپ لکھتے ہیں: کسی فعل مسلمین کو بدعتِ شنیعہ و ناجائز کہنا ایک حکم اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لگانا ہے، اور ایک حکم مسلمانوں پر۔ اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو یہ حکم کہ اُن کے نزدیک یہ فعل ناروا ہے اُنہوں سے اِس سے منع فرمادیا ہے، اور مسلمانوں پر یہ کہ وہ اِس کے باعث گناہ گار و مستحقِ عذاب و ناراضی ربِ الارباب ہیں، ہر خدا ترس مسلمان جس کے دل میں اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل عزت و عظمت اور کلمۂ اسلام کی پوری توقیر و وقعت اور اپنے بھائیوں کی سچی خیرخواہی و محبت ہے کبھی ایسے حکم پر جرأت روا نہ رکھے گا جب تک دلیلِ شرعی واضح سے ثبوت کافی ووافی نہ مل جائے، قال اللّٰہ تعالیٰ: اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ یا تم ایسی بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

(مرقاۃ الجمان فی الھبوط عن المنبر لمدح السلطان، ص: ۷/ فتاویٰ رضویہ: ۳/ ۳۲۲۷)

مزید لکھتے ہیں: جن لوگوں کو مقاصدِ شریعت سے کچھ غرض نہیں، اپنی ہوائے نفس کے تابع

ہیں وہ خواہی نخواہی ذرا ذرا سی بات میں مسلمانوں سے اُلجھتے اور اُن کی عادات وافعال کو جن پر شرع سے اصلاً ممانعت ثابت نہیں کر سکتے، ممنوع وناجائز قرار دیتے ہیں، حاشا اُن کی غرض حمایتِ شرع ہو؟ حمایتِ شرع چاہتے تو جن امور کی تحریم وممانعت میں کوئی آیت وحدیث نہ آئی خواہ مخواہ بزورِ زبان انہیں گناہ و مذموم ٹھہرا کر شرع مطہرہ پر افترا کیوں کرتے؟......... بلکہ صرف مقصود حضرات عوام مسلمین میں تفرقہ ڈالنا اور براہِ تلبیس وتدلیس اپنے لئے ایک جُدا روش نکالنا اور اُس کے ذریعہ سے اپنی شہرت کے سامان جمع کرنا ہے، کہ اگر وہی مسائل بیان کریں جو تمام علمائے اسلام فرماتے ہیں تو ان جیسوں اور ان سے بہتر ہزاروں، لاکھوں ہیں، یہ خاص کر کے کیوں کر گنے جائیں، ہاں! جب یوں فتنہ ڈالیں اور نیا مذہب نکالیں گے تو آپ ہی نزدیک ودور معروف ومشہور ہو جائیں گے۔

(صفائح اللُجین فی کون التصافح بکفّی الیدین، ص:۵۷، ۵۸)

شریعت وطریقت کا امتیاز وامتزاج بیان کرتے ہوئے امام اہلِ سنت قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

اے عزیز! شریعت عمارت ہے اُس کا اعتقاد بنیاد، اور عمل چنائی۔ پھر اعمال ظاہر وہ دیوار ہیں کہ اُس بنیاد پر ہوا میں چنے گئے اور جب تعمیر اوپر بڑھ کر آسمانوں تک پہونچی وہ طریقت ہے۔ دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو کی زیادہ محتاج ہوگی، اور نہ صرف نیو بلکہ اعلیٰ حصہ اسفل حصے کا بھی محتاج ہے، اگر دیوار نیچے سے خالی کردی جائے اوپر سے بھی گر پڑے گی۔ احمق وہ جس پر شیطان نے نظر بندی کر کے اُس کی چنائی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں ڈالا کہ اب تو زمین کے دائرے سے اونچے گذر گئے، ہمیں اس سے تعلق کی کیا حاجت ہے؟ نیو سے دیوار جدا کر لی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن عظیم نے فرمایا: فانھار بہ فی نار جھنم اُس کی عمارت اُسے لے کر جہنم میں ڈھے پڑی۔ والعیاذ باللہ ربّ العالمین. (مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء، ص:۸)

تعظیم وتکریم، ادب اور تواضع کے متعلق عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا قادری برکاتی محدّث بریلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: اے عزیز! اصل کار یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے، لہٰذا بکثرت احادیث میں استاذ وشاگرد، وعلما وعام مسلمین کے لئے تواضع کا حکم ہوا، جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے۔ طبرانی ''معجم اوسط'' اور ابن عدی'' کامل'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقر وتواضعوا لمن تعلمون منہ یعنی علم سیکھو، اور علم کے لئے سکون ومہابت (وقار) سیکھو، اور جس سے علم سیکھتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو۔ اور خطیب نے ''کتاب الجامع الاداب الراوی والسامع'' میں ان سے یوں روایت کی، حضور اقدس صلی

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تواضعوا لمن تعلمون منہ وتواضعوا لمن تعلمنہ ولاتکونوا جبابرۃ العلماء فیغلب جھلکم علمکم یعنی جس سے علم سیکھو اُس کے لئے تواضع کرو، اور جسے علم سکھاتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو، اور متکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہو جائے۔ تو بات وہی کہ انبیا و اولیا و مسلمین کے واسطے تواضع اِس لئے ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، یہ اللہ کے ولی ہیں، وہ دین الٰہی کے قیم ہیں اور یہ ملت الٰہی پر قائم ہیں، تو علت تواضع جب وہ نسبت ہے جو اُنہیں بارگاہِ الٰہی میں حاصل تو یہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی کے لئے ہوئی، جیسے صحابۂ کرام و اہلِ بیت عظام کی تعظیم و محبت بعینہٖ محبت و تعظیم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے...... تواضع لغیر اللہ کے متعلق امام اہلِ سنت قدس سرہٗ لکھتے ہیں: تواضع لغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذ باللہ، کسی کافر یا دنیادار غنی کے لئے اُس کے سبب تواضع ہو، یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں۔

اے عزیز! کیا وہ احادیثِ کثیرہ بشیرہ جن میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خشوع و خضوع بجالانا مذکور، اِس درجہ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو اُن کے جمع و استیعاب سے غنا ہو۔ ابوداؤد و نسائی، ترمذی و ابن ماجہ اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، قال اتیت النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہٗ حولہٗ کان علیٰ رؤسھم الطیر میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد تھے، گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں، اِس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا؟ ہند بن ابی ہالہ وصاف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے: اذا تکلم اطرق جلسوہٗ کان علیٰ رؤسھم الطیر یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضرین مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے، گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں۔ (انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار ص: ۲۹ تا ۳۱/ فتاویٰ رضویہ: ۵۳۳/۳، ۵۳۴)

کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے چراغ دلوں میں جلانا بھی شدت ہو گیا؟ العیاذ باللہ! جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار نازل فرمایا، جب تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تعظیم و تکریم کے جذبات سے سرشار ہو کر پیش آنا بھی کسی شدت سے کم نہ ہوا؟ اگر یہ سب کچھ شدت سے تعبیر کرنا درست ہے پھر تو ایسے شدت پسندوں کی جسارت سے مبارک اصحابِ رسول بھی محفوظ نہیں رہ سکتے، خدا ہمیں ایسوں کی شرارتوں سے بچائے جن کے یہاں عشق و

محبت اور تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اظہار بھی جرم ہے۔

حضرت امام ابوابراہیم تجیبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: واجب علیٰ کل مومن متیٰ ذکرہٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اوذکر عندہٗ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہٖ ویاخذفی ھیبتہٖ واجلالہٗ بما کان یاخذبہٖ نفسہٗ لو کان بین یدیہٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتادب بماادبنااللّٰہ تعالیٰ بہٖ.

(کتاب الشفا،فصل:واعلم انّ حرمۃ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدموتہٖ)

یعنی ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اُس کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آئے خضوع وخشوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اُس ہیبت وتعظیم کی حالت پر ہو جائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اُس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں اُن کا ادب سکھایا ہے۔ حضرت امام علامہ شہاب الدین خفاجی ''نسیم الریاض شرح شفا'' میں اِس قول کے نیچے لکھتے ہیں: یفرض ذلک ویلاحظہٗ ویتمثلہٗ فکانہٗ عندہٗ ۔ یعنی یادِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور باندھے گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامنے حاضر ہوں۔ امام اجل حضرت سیدی قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں حضرت امام تجیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد نقل کر کے فرماتے ہیں: وھذہٖ کانت سیرۃ سلفناالصالح وائمتناالماضین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم. (فصل :واعلم انّ حرمۃ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدموتہٖ) یعنی ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی ادب وطریقہ تھا۔

اور فرماتے ہیں: کان مالک اذاذکرالنبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونہٗ وینحنی یعنی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے، اُن کا رنگ بدل جاتا، اور جھک جاتے۔ حضرت امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لشدۃ خشوعہٖ. (نسیم الریاض) یعنی یہ جھک جانا بسبب شدتِ خشوع کے تھا۔
مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''قصیدہ ہمزیہ'' میں لکھتے ہیں ۔

ینادی ضارعاً لخضوع قلبٍ — وذل وابتھال والتجاء
رسول اللّٰہ ﷺ یاخیر البرایا — نوالک ابتغی یوم القضاء

حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرے، اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات! آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواست گار ہوں۔ عاشقِ رسول: امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: دیکھو! صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض حاجت کرے تو تضرع وخضوع قلب وتذلل والحاح وزاری سب کچھ بجالائے، میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہیے، مگر اِن شرک فروشوں کی دوا کون کرے!

(انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، ص: ۳۳، ۳۴/ فتاویٰ رضویہ: ۳/۵۳۵)

مزید نمازِ غوثیہ اور توسلِ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: فاضل علی قاری 'نزہۃ الخاطر' اور شطنوفی 'بہجۃ الاسرار' اور امام یافعی اپنی 'بعض تالیفات' میں اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی 'اخبار الاخیار' میں اُس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: من توسل بی فی شدۃ فرجت عنہ، ومن استغاث بی فی حاجۃ قضیت لہ، ومن صلی بعدالمغرب رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یخطوا الیٰ جہۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ یذکر فیہا اسمی قضیٰ اللّٰہ حاجۃ. (بہجۃ الاسرار، ص: ۱۹۷، ذکر فضل اصحابہ) جو کسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اُس کی دور ہو جاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اُس کی برآتی ہے، اور جو بعد نماز مغرب دو رکعتیں پڑھے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے، پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے، اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت روا فرمائے...... فرمود ہرگاہ از خدا چیزے خواہیدہ بوسیلۂ من خواہید تا خواہش شما باجابت رسد، وفرمود ہرکہ استعانت کند بمن در کربے کشف کردہ شود آن کربت از و، ہرکہ منادی کند بنام من در شدتی کشادہ شود آن شدت از و، ہرکہ وسیلہ کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مراو را، فرمود کسے کہ دو رکعت نماز گزارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد ازاں درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد از سلام یازدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بعد ازاں یازدہ گام بجانب عراق بردو نام مرا بگیرد و حاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواہد حق تعالیٰ آں حاجت اورا قضا گرداند بمنہ وکرمہ۔ (اخبار الاخیار، ص: ۱۹، فضائل سیدنا عبدالقادر جیلانی) امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلبِ مبارک حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق وادب سے کس قدر لبریز تھا دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، فرماتے ہیں: سچ ہے، سچ ہے، اے مصطفیٰ کے

بیٹے! ہم تیرے ارشاد پر یقین لائے۔ الغیاث الغیاث، یاسیدی الغیاث۔

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے    قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

اے عزیز! سادات صوفیائے کرام کہ ائمہ باطن وحضار مواطن ہیں۔ ان امور کو اپنے مشاہدے سے بیان فرماتے ہیں، اور علما شرع ان سے بہ تسلیم وتائید پیش آتے ہیں۔ آنکھوں والوں نے دیکھ کر جانا، ماننے والوں نے سن کر مانا، حرمان نشانہ وہ جسے نہ یہ ملا نہ وہ۔ اے مدعی کج فہم کہنہ تختہ مشق وہم، کیوں بہ چشم خشم نگراں ہے، چھوڑ کہ تیرا دست تعنت میرے دامن پر گراں ہے، سمجھا نہ سمجھا عبث اُلجھا، بے وجہ جھگڑا ناحق بگڑا، خدا کو مان روئے سخن اپنی طرف نہ جان، بے گانہ وار ادھر نہ گذر، مجلس یاراں منغص نہ کر، اٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لِمَ و لانُسلِّم کا قصہ نہیں۔ ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہ سرد وزاہد خشک کا حصہ نہیں، غوث اعظم کا ارشاد ہمارا دین ہے، اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین، مور ناتواں تھے پر ہد ہد سے لپٹ گئے، قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہونچ ہی جائیں گے، ورنہ پامالیوں سے تو نجات پائیں گے، تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جا، انہی بوعلی وفلاطون کے کھودے ہوئے کنوؤں میں گر، یا تیرہ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ باٹ راستوں میں پھر، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ؟ (مطلع القمرین، ص:۷۶ تا ۷۸)

دیکھئے ائمہ ومحدثینِ عظام کیسے واضح الفاظ میں ادب واحترام رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درس دیتے ہیں، عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے بس اِسی فکر اور پیغام حق و صداقت کو دور دور تک پہونچایا، پھیلایا تو وہ متشدد کہلائے یہ کون سی منطق ہے؟ امام احمد رضا کو متشدد کہنے والے ذرا ایک گھڑی ٹھنڈے دماغ سے اُن کی گراں قدر تحریرات ونگارشات کو پڑھ کر دیکھیں تو عیاں ہو جائے گا کہ تشدد کہاں ہے؟ اور تشدد کسے کہتے ہیں؟ کیا کتاب وسنت، سیرت وادب واخلاقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام کرنے کا نام ہی تشدد ہے؟ بس! اب یہ بھی تشدد ٹھہر گیا! الامان والحفیظ

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے جذبات کا اظہار ہی تشدد ہے تو ایسا تشددتو ہر غلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہونا چاہیے۔

قارئین کرام! ان تمام تر تفصیلات وتحریرات کی روشنی میں آپ پر یہ بات عیاں ہو چکی ہوگی کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت رحم دل، سنجیدہ اور قوم مسلم کے بہت عظیم خیر خواہ تھے، اخلاقی خوبیوں سے خوب مالا مال تھے، وہ ہرگز متشدد نہ تھے، جیسا کہ خود ایک جگہ لکھتے ہیں: میں جیسا ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہلِ سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ ودعا گو ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ، ص:۱۴۱، جلد،۱۲) اپنے کلام میں یوں فرماتے ہیں۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے    ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

Scanned by CamScanner

# ''سنی تبلیغی جماعت'' ایک تعارف

سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف (راجستھان) تاسیس: ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء آج بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دین وسنیت ومسلکِ اعلیٰ حضرت کی نمائندہ تحریک ہندوستان کی ایک عظیم الشان اور اکابر علما ومشائخ اہلِ سنت کی معتمد تنظیم ہے۔ اس جماعت کو حضور مفتی اعظم راجستھان قبلہ علیہ الرحمہ کی روحانی سرپرستی ودیگر اکابر علما ومشائخ اہلِ سنت کی تائید وحمایت اور سرپرستی حاصل ہے۔ مشائخ اہلِ سنت وجملہ بزرگان دین واولیاے کرام کے فیضان سے یہ تحریک اپنے دعوتی، تعلیمی، تبلیغی، اصلاحی مشن میں شاہ راہِ ترقی پر گامزن ہے۔ سنی تبلیغی جماعت کا قیام ۳۸ رسال قبل پاس بانِ ملت حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی تحریک پر عمل میں آیا۔ قائد اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا ظہور احمد اشرفی علیہ الرحمہ نے اس جماعت کو اپنا خونِ جگر پلایا اور حضرت مولانا غلام محمد اجملی علیہ الرحمہ کی بے لوث خدمات بھی قابلِ قدر ہیں۔ فی الحال حضرت مفتی اعظم باسنی مفتی ولی محمد رضوی صاحب قبلہ کی سربراہی وقیادت میں علماے اہلِ سنت کی ایک ٹیم سرگرم عمل ہے۔

سنی تبلیغی جماعت کیا ہے؟ نعرہ دین کا      بخت جاگا دین کا؛ چمکا ستارہ دین کا

سنی تبلیغی جماعت (باسنی) کا مشن اور مقصدِ اوّل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دیہات، قصبات، ڈھانی، گاؤں میں دین وسنیت کی شمع روشن کر کے مساجد ومدارسِ اہلِ سنت کا قیام عمل میں لاکر جہالت وبدمذہبیت کا خاتمہ کیا جائے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک! آج قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، ڈھانی ڈھانی اس جماعت کے زیر انتظام واہتمام ۵۲۰ رمدارس ومکاتب ومساجد کا ایک مضبوط ترین نیٹ ورک ہے جہاں روزانہ [illegible] ہزار بچے اور بچیاں دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ ہو رہے ہیں اور ہزاروں مسلمان گاؤں ودیہات میں سنی صحیح العقیدہ عالم دین امام کی اقتدا میں نماز پنج گانہ باجماعت ادا کرتے ہیں، جس کی برکت سے عوام الناس دین وسنیت پر قائم رہ کر اپنے عقائد واعمال نماز، روزہ وغیرہ کی اصلاح کر رہے ہیں۔

سنی تبلیغی جماعت (باسنی) اپنی دینی، تبلیغی، تعلیمی خدمات کی بنا پر راجستھان کے غیور سنی مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بن چکی ہے۔ جماعت کی حسنِ کارکردگی سے متاثر ہو کر اہلِ علم وارباب دولت نے راجستھان کے دیگر شہروں میں بھی سنی تبلیغی جماعت کی شاخ قائم کر لی ہے، جیسے ناگور شریف، شیرانی آباد، گوٹن، بالوترہ، سوجا شریف، سہلاؤ شریف، پالی، جیسلمیر، لاڈنوں، پیپاڑ سیٹی، میڑتہ سٹی، کمہاری وغیرہ میں سنی تبلیغی جماعت (باسنی) کے انداز وطریقِ کار کے مطابق دعوت وتبلیغ، اشاعتِ دین وسنیت اور قیام مدارس ومساجد کا شاندار کام ہو رہا ہے۔

**سنی تبلیغی جماعت کے شعبہ جات:** سنی مدارس ومساجد کا قیام، سنی اجتماع بالمقابل دیوبندی تبلیغی اجتماع، گشتی وفود علماے کرام، تحریکِ صوم وصلوٰۃ، تحریکِ عشر وزکوٰۃ، تعلیم بالغاں، مدارس شبینہ، آل راجستھان سہ سالہ سنی تعلیمی کانفرنس، آل راجستھان تنظیم المدارس، شعبۂ نشر واشاعت، پنج سالہ دینی تعلیمی نصاب کا اجرا، دیہات وقصبات میں سنی صحیح العقیدہ عالم دین امام ومدرس کا انتظام، دیگر شہروں میں جماعت ہٰذا کی شاخ کا قیام۔

**زیر تعاون مدارس: 258، زیر سرپرستی وخود کفیل 245: کل مدارس: 520**

**Noori Mission** Malegaon - www.noorimission.com

**Sunni Tablighi Jama'at** Basni, Nagaur, Raj...

Scanned by CamScanner